عوام نے شجاعت و قربانی کے انمٹ کار نامے رقم کیے ہیں اور جب قربانیوں کے عوض وہ فتح سے ہمکنار ہوئے اور روس چلتا بنا تو صوبہ کے عوام کی ہی اپنی حکومت اقتدار میں آگئی۔ گیارہ صد شہیدوں نے نذرانۂ جان پیش کر کے اسلام اور صوبہ کو سر بلند کر دیا۔

تنظیم واسطی:

کیا صوبہ کنڑ میں جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کے علاوہ بھی دیگر تنظیمیں موجود ہیں؟

جناب شیخ صاحب:

صوبہ کنڑ میں اصل طاقت تو جماعت الدعوۃ ہی ہے جس نے بر سر اقتدار آتے ہی ہر شعبۂ حیات میں بہت تیزی اور محنت سے عوام کے لیے فلاحی منصوبہ بندی کی ہے لیکن یہاں باقی سات تنظیموں کا وجود بھی ایک حقیقت ہے۔ یہی تنظیمیں تھیں جنہوں نے عبوری حکومت کو جنم دیا جس کی ناکامی کے بعد عوام کو احساس ہوا کہ اسلامی حکومت کے لیے ایک متحدہ اسلامی ادارہ قائم ہونا چاہیئے۔ چنانچہ امارتِ اسلامی کے قیام کے لیئے انتخابات عمل میں آئے جس میں موجودہ حکومت یعنی جماعت الدعوۃ کو برتری نصیب ہوئی، لیکن کچھ جاہ پسند عناصر نے اس سے اختلاف کیا تاہم تقریباً تمام مجاہد کمانڈروں نے شرعی طریقہ سے بیعت کی اور صوبہ کنڑ میں امارتِ اسلامی کا قیام عمل میں آیا جو پچھلے نو ماہ سے اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے میں کوشاں ہے۔

تنظیم واسطی:

یہاں کے اہم مسائل کیا ہیں؟

جناب شیخ صاحب:

ہم جہاد اور امن وامان قائم کرنے کو بنیادی مسئلہ قرار دیتے ہیں جہاد کے لیے چھ ہزار مجاہدین پر مشتمل منظم فوج ہر وقت تیار ہے۔ امن وامان برقرار رکھنے کے لیے دو ہزار سپاہی ہمہ وقت حرکت میں رہتے ہیں۔ دراصل پرانی رنجشوں، زمین کے نزاع اور دورانِ جہاد قتل وغارت نے یہاں کا سکھ چین لوٹ لیا تھا جسے اب خدا کے فضل وکرم سے ختم کر دیا ہے اور لوگ آرام کی نیند سوتے ہیں۔

تعلیم کا مسئلہ بھی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ جہاد کے تیرہ برس بعد کی نئی نسل کو اسلامی اور دیگر علوم سے آراستہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ زراعت اور تعمیرات بھی بنیادی تقاضے ہیں۔ ہمارے وسائل محدود ہیں تاہم ہماری کوشش ہے کہ اس اہم شعبہ میں بھی جلد ترقی کریں۔ غیر ملکی امدادی ایجنسیوں کا تو محض نام ہے ورنہ ہم تو خود انحصاری پر ہی چل رہے ہیں۔ ہم نے کنڑ کے عوام سے اپیل کی ہے کہ صوبہ کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ ہمارے اپنے روایتی انداز غیر ملکی ماہروں سے زیادہ مؤثر اور پائیدار ہیں۔ سڑکوں، پلوں، سکولوں اور ہسپتالوں کو پختہ بنیادوں پر استوار کیا جا رہا ہے۔ صوبہ کنڑ چودہ تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ چھ تھانے اور

پانچ چھاؤنیاں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ صدر مقام اسد آباد میں ائرپورٹ بھی ہے۔

تنظیم واسطی :

شیخ صاحب ! جنیوا معاہدہ اور اس کے مجاہدین پر مرتب اثرات کے لیئے آپ کیا سوچتے ہیں؟

جناب شیخ صاحب :

جنیوا معاہدہ سے مجاہدین کے حوصلے بلند ہوئے لیکن عبوری حکومت کے قائم ہوتے ہی منفی اثرات ابھرنے لگے رہی سہی کسر پی پی حکومت نے نکال دی، جہاد کی نبضیں ٹوٹنے لگیں، افغانستان کے عوام اسلامی حکومت کے سہانے خواب دیکھ رہے تھے۔ جب روسی افواج نے بوریا بستر لپیٹا تو انہیں یقین تھا کہ اب منزل اسلام دو قدم دور ہے لیکن مصلحت پسندوں نے ان کی آرزوئیں خاک میں ملادیں تاہم وہ تا دمِ حیات نظامِ اسلام کے نفاذ تک جہاد جاری رکھنے کا غیر متزلزل ارادہ رکھتے ہیں۔ روس اور امریکہ ظاہر شاہ کو امن کا سمبل گردانتے ہیں حالانکہ ظاہر شاہ ہی تباہی و بربادی کا اصل نقیب ہے، نجیب اور شاہ ایک ہی سکّہ کے دو رخ ہیں۔

تنظیم واسطی :

جلال آباد کو فتح نہ کرنے کے اصل اسباب کیا تھے ؟

جناب شیخ صاحب :

بیرونی سازشیں تو جاری تھیں ہی لیکن اصل وجہ صرف مجاہدین میں اتفاق کا فقدان تھا۔ نفاق اور بے اعتمادی نے انہیں ناکام رکھا۔ پھر نجیب نے حربی طاقت کی بجائے دولت کی طاقت کو آزمایا کئی ایک کمانڈر اغوا ہوئے جس سے غلط فہمیوں نے جنم لیا۔

تنظیم واسطی :

افغانستان کے لیے امریکی امداد نے کیا کردار ادا کیا ؟

جناب شیخ صاحب :

امریکی امداد کے درحقیقت انتہائی مضر اثرات مرتب ہوئے۔ وہ یوں کہ مجاہدین میں جو جذبۂ جہاد امداد سے پہلے تھا جاتا رہا مجاہدین مالی مدد پر انحصار کرنے لگے اور اس طرح یقینِ محکم جاتا رہا۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ امریکی امداد کے بغیر بھی جہاد جاری رہے گا۔ امریکہ اسلامی حکومت سے خائف ہے۔ اس لیے وہ سمجھتا ہے کہ امداد بند ہونے سے کاروانِ اسلام بھی رک جائے گا لیکن ایسا نہیں ہوگا قطعًا نہیں ہوگا۔

تنظیم واسطی :

کیا خلیج بحران سے جہادِ افغانستان متأثر ہوسکتا ہے ؟

جناب شیخ صاحب :

جی ہاں ! اس کے یقینًا برے اثرات نمایاں ہوں گے بلکہ ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ وہ اسلامی قوتیں جو قدم قدم جہادِ افغانستان میں معاون تھیں اپنے مسائل میں الجھ گئی ہیں، ان کی مدد سے مجاہدین کے بڑھتے قدم رک گئے ہیں کئی اہم منصوبے ادھورے رہ گئے ہیں۔

تاہم فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں، رب جلیل اپنے سرفروشوں کو سرفراز کرے گا اور آخری فتح مجاہدین کی ہی ہو گی۔ ان شاء اللہ

تنظیم واسطی:

جناب شیخ صاحب! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ اپنی اہم ترین مصروفیات کے باوجود مجھے وقت دیا اور اپنے مجاہدانہ افکار سے مستفید کیا میری دعا ہے کہ خدائے برتر آپ کو اپنے عظیم مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

شکریہ

جناب شیخ صاحب:

میں خود، مجاہدین اور کنڑ کے عوام آپ کے مشکور ہیں کہ آپ یہاں تشریف لائے اور ہمارے حالات سے آگاہی حاصل کی۔ شکریہ

خدا حافظ

کالم دو سے آگے

کو اُن آیاتِ قرآنی اور ناقابلِ انکار دلائل و براہین کی بھی یاد دہانی کروائی جن سے شریعتِ الٰہیہ کے قیام کی تائید ہوتی ہے۔

بشکریہ مجاہد
(۲۵ دسمبر سنہ ۹۰ء)

مندوب جماعت الدعوۃ کی عظیم اسلامی کانفرنس میں شرکت اور خطاب

جماعت الدعوت الی القرآن والسنۃ کے مندوب نے "جمعیۃ احیاء المنہاج السنہ" کی طرف سے لندن کے شہر لائسٹر میں منعقدہ کانفرنس میں شرکت کی جس میں ہزاروں مسلم نوجوان شریک ہوئے۔ اِس کانفرنس میں عالمِ اسلام کے مختلف اہم ترین مسائل زیرِ بحث آئے بالخصوص مجاہدینِ افغانستان، مسئلہ فلسطین، مسئلہ کشمیر اور یورپی ممالک کے مسلمان موضوعِ سخن رہے۔ شرکاءِ اجلاس نے تصحیحِ عقائد اور اصلاحِ اخلاق کی ضرورت کو اجاگر کیا۔

جماعت الدعوت الی القرآن والسنۃ کے مندوب نے اپنے خطاب میں افغانستان اور مقاماتِ ہجرت پر جماعتوں کی درست اسلامی تربیت اور ان کی دیگر علمی سرگرمیوں کے متعلق تمام علماء مسلمین سے مطالبہ کیا کہ امتِ مسلمہ کی طرف سے جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہیں وہ انہیں احسن انداز میں سرانجام دیں۔ خصوصاً جہادِ افغانستان کی جانب اس کو راغب کریں اور یہ بھی کہا کہ نوجوانانِ اسلام کو جہاد میں عملی حصہ لینے کی ترغیب دیں، اس کے علاوہ مسلم حکمرانوں سے اپیل کی کہ وہ قومِ مسلم کے لیئے اللہ سے ڈریں ایسی برائیوں کو ہرگز نہ پنپنے دیں جو مسلم معاشرہ میں پھیل رہی ہیں، وہ فیصلے کرتے وقت یہ نہ بھولیں کہ کہیں اللہ تعالیٰ ہم پر ایسے لوگ مسلط نہ کر دے جو اُس سے نہیں ڈرتے۔ مزید حکمرانوں

بقیہ کالم ا پر

خلیج جنگ ۔ افکارِ پریشاں

اسحٰق طور

تاریخِ مسلم تاریک روشن، مٹتے اُبھرتے اور الجھتے سلجھتے حالات و واقعات کا ایسا مرقع ہے کہ امید و بیم اور راحت و یاس کے امتزاج سے آنکھیں اشکبار رہتی ہیں اور سلگتے ہونٹ مسکرانا بھی نہیں بھولتے ۔ جدید امتِ مسلمہ کے رنگ ڈھنگ اور عمل و افکار پر نظر جاتی ہے تو پستیوں کے اتھاہ اندھیروں کے راج کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن جونہی اسلاف کے دِل نشین کارناموں کا احساس تڑپاتا ہے تو قائدِ قوم کا تصور متحرک کر دیتا ہے ۔ جذبات کی یہی جنگ امنگوں کی یہی کشمکش اِس وقت امتِ مسلمہ کے اعصاب پر سوار ہے ۔ اس بدنصیب قوم کے صاحبِ اختیار و اقتدار اکابرین مصلحتوں کے حصار میں محصور جو کھیل پیش کر رہے ہیں وہ تباہی و بربادی بلکہ صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کے سوا کچھ نہیں ۔ کروڑوں اربوں کی تعداد میں مسلم عوام مقتدر بساط کے ایسے مہرے ہیں جنہیں اپنی خواہشات اور روایات کے مطابق چلنے اور سجنے کا اختیار حاصل نہیں ۔ وہ مسلسل پٹتے، مرتے اور گھٹتے جا رہے ہیں وہ زندہ بھی ہیں تو چلتی پھرتی لاشوں کے سوا کچھ نہیں ۔ غور طلب تو یہی نقطہ ہے کہ کیا یہ قوم اِس مسلسل حالتِ نزع سے جانبر ہو سکتی ہے؟ اگر ممکن ہے تو مسیحائی کے لیئے کون سا نسخہ کارگر ہو سکتا ہے ۔ ایسے نسخہ کی تلاش میں کسی افلاطون کی ضرورت ہرگز نہیں ہے ۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ ہم ربِ ذوالجلال اور اس کے رسولِ برحق کا اقرار کرتے ہیں ۔ اقرار تبھی یقینِ کامل کا مظہر بنے گا جب ہم دینِ حق اور شریعتِ محمدیؐ کے پاسباں ہونگے ۔ شریعتِ محمدیؐ کیا ہے؟ وہ بھی ہم سے مخفی نہیں ۔ ربِ کعبہ نے رسولِ عربیؐ کی وساطت سے جو کچھ ہمیں دیا وہی دینِ حق اور شریعتِ محمدی ہے ۔ یثرب (مدینہ) میں پہلی خالص اسلامی حکومت قائم ہوئی اور دینِ فطرت کے ہمہ گیر اثرات سے دنیا کو منور کرتی چلی گئی ۔ صحابۂ کرام دینِ حق کے روشن چراغ تھے، خلافتِ راشدہ نے انسانیت کو حق و انصاف کی بنیادوں پر استوار کیا ۔ اِسلام کا مکمل ضابطۂ حیات جب ہمارا جزوِ ایمان ہے تو پھر اِدھر اُدھر بھٹکنے اور ٹامک ٹوئیاں مارنے کا فائدہ؟ بس یہی وہ نسخۂ حیات ہے جس کے استعمال سے امتِ مسلمہ کو کھویا ہوا مقام اور زندگی

مل سکتی ہے۔

قارئین کے چہروں پر جھلکتی حیرت سے مَیں غافل نہیں ہوں۔ مضمون کا عنوان یقیناً خلیج جنگ ہی ہے لیکن افکارِ پریشاں بھی اسی کا حصہ ہیں میں نے جو نسخہ تجویز کیا ہے۔ قومِ مسلم کو اس سے فرار کی جرأت ہو ہی نہیں سکتی البتہ نسخہ کے اجزائے ترکیبی میں طریقۂ استعمال کا اختلاف مرض کو ختم نہیں ہونے دیتا۔ یہ مرض بنیادی تو تھا نہیں بلکہ یوں کہیئے کہ غلط فہمیوں اور پھر ہٹ دھرمی نے اسے مستقل روگ بنادیا تقریبًا چوتھی صدی ہجری میں اِس کی جڑیں پھیلنے لگیں۔ ہمارے واجب الاحترام آئمۂ اربعہ سے منسوب من گھڑت اقوال اس کا اصل سبب بنے۔ کتب حدیث (صحاح ستہ) اسماء رجال اور اصولِ حدیث کے علوم خود ساختہ علماء کے آڑے تو آئے لیکن علمِ دین سے عوام کی بے خبری نے انہیں خلعتِ پیری پہنا دی اور پھر رفتہ رفتہ وہ اور ان کے اندھے مقلدین دین کے ٹھیکیدار بن گئے۔ مسلمان حکمرانوں کو اپنی عیاشیوں اور جاہ و جلال کے لیئے ایسے سہارے میسّر آئے تو انہوں نے اِسلام کے نام پر ہی مختلف خانے ترتیب دے لیئے اور امت مسلمہ کے وجود کو ٹکڑے ٹکڑے تقسیم کر دیا اور اپنی ذاتی بقا کے لیئے عوام میں تعصب اور نفرتوں کا زہر گھول دیا۔ وہی تعصب اور وہی نفرتیں آج امتِ مسلمہ کو ایک فکر ایک سوچ اور ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں ہونے دیتیں۔ زبانی جمع خرچ بہت ہوتا ہے۔ اسلامی تنظیم بھی قائم ہے لیکن اسلام کی اصل روح تو مدّت ہوئی محدود اور غائب ہے۔

ذرا ماضی میں جھانکیئے گا۔ غیر مسلم اقوام نے باہم مل کر عالِم اسلام کے جسم میں یہودی اسرائیل کا ناسور پیدا کر دیا اور پھر بیت المقدس پر قبضہ کر کے سکونِ قلب چھین لیا۔ تب سے اب تلک فلسطین کے لیئے اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل قرار دادیں تو منظور کرتی ہے مگر عملی طور پر کچھ نہیں کر سکتی۔ اِدھر مسلم ممالک باتیں تو بہت کرتے ہیں مگر اپنی افرادی، مادی اور حربی قوتیں یکجا متحد کر کے رِستے ناسور کا صفایا نہیں کر سکتے۔ کیوں؟ وجہ صاف ظاہر ہے کہ جذبۂ ایمان اور روحِ اسلام مفقود ہے۔

مسلم افغانستان پر منکرِ خدا کافر روس نے فوجی قبضہ کر لیا اور متواتر دس برس آگ و آہن سے مسلمانوں کو شہید، معذور بے گھر اور تباہ و برباد کرتا رہا تو کتنے مسلم ممالک تھے جو جذبۂ ایمان سے سرشار افغانیوں کی مدد کے لیئے آئے۔ مدد تو دور کی بات ہے ان میں ایسے ممالک کی نشاندہی بھی کی جا سکتی ہے جو معاون مسلم دنیا پر تنقید فرماتے رہے۔ اور اب بھی انہیں یہ توفیق نہیں کہ افغان مجاہدین کے ساتھ مل کر اسلامی حکومت کا خواب شرمندۂ تعبیر کر دیں۔

افغان شہیدوں کی روحوں نے جب کشمیری مسلمانوں کو بے قرار کر دیا تو وہ بھی میدانِ جہاد میں کود پڑے مسلمانوں کا ازلی دشمن ہندو سامراج اُن پر قیامت ڈھا رہا ہے۔ عصمتیں لٹ رہی ہیں، گھر

جلائے جا رہے ہیں، باغ دشمن ویرانے بن رہے ہیں مگر امت مسلمہ جانے کہاں سو رہی ہے۔ شاید اسے اپنے تخریبی مشاغل سے فرصت نہیں۔ کچھ اکابرین تو اب تک یہ بھی نہیں جان سکے کہ مسئلہ کشمیر ہے کیا۔ ایک ملک تو ایسا بھی ہے کہ خلیج جنگ کے خوف سے اس نے اپنی ائیر بیس ہندوستان میں امانت رکھ دی ہیں۔ میرا عرض کرنے کا مطلب یہ تھا کہ اختلافات نے مسلمانوں کو اس قدر مفلوج کر دیا ہے کہ وہ اب اپنے سوا دوسرے کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے اور اگر مصلحتوں کے تحت خاموش بھی رہتے ہیں تو مدد کرنا وہ اپنا فرض نہیں گردانتے

خلیج جنگ تک پہنچنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم جس امتِ مسلمہ کے متحد ہونے کا رونا رو رہے ہیں اُس کے متحد ہونے کے راستے بھی تلاش کریں۔ کیا اس کے سوا کوئی راستہ موجود ہے کہ امتِ مسلمہ دینِ حق کی زنجیر میں بندھ جائے؟ دینِ حق کی رسی کو تھامے بغیر کیا یہ امتِ مسلمہ اپنی عظمتِ رفتہ کو پا سکتی ہے؟ دینی اختلافات کو ختم کیئے بغیر غیر مسلم سے ٹکرانا کیا ممکن ہے؟ انانیت اور بڑائی کے دائرے میں سمٹ کر کیا اسلامی کاز کے لیئے کوئی کارنامہ سرانجام دیا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر ایک نئے پہلو ایک نئے انداز سے سوچیئے ممکن ہے کہ ہم آئندہ مسلم نسلوں کو ایک روشن مستقبل دے سکیں

اگر ہمیں اُمتِ مسلمہ کہلانے پر اصرار ہے تو یہ انتہائی ضروری ہے کہ ہم دائرۂ اسلام میں بھی ایک ہوں۔ دینِ اسلام ہمیں خدا کا دیا ہوُا عطیہ ہے۔ ہم مسلمان تب ہی ہوں گے جب دینِ اسلام کی پیروی کریںگے، پیروی کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر شعبۂ حیات میں اس کی پابندی کریں پابندی ہمیں قوتِ نافذہ سے ہی منتقل ہوگی اِس لیے لازمی ٹھہرا کہ منتقل کرنے والی ہستی اسلام کا مکمل نمونہ ہو۔ یہ ہستی یعنی خلیفہ، امیر، حکمران اگر دینِ اسلام کا پابند نہیں تو اسے مسلمانوں کا حاکم بننے کا بھی حق نہیں خلیفۂ اوّل کا خطبہ زریں مثال ہے۔ جب مسلم ممالک کو ایسے حکمران میسّر آئیں گے تو ظاہر ہے کہ وہاں نظامِ اِسلام ہی جاری و ساری ہوگا۔ یہاں پہنچ کر پھر یہی خیال دامن گیر ہے کہ اسلام میں ہی تو اتنے جھگڑے ہیں کہ بڑے بڑے دینی رہنما ایک دوسرے کے پیچھے نماز تک نہیں پڑھتے۔ تو بھائی اگر امتِ مسلمہ بننے کا سچا جذبہ موجود ہو تو قطعاً مشکل امر نہیں۔ آخر اس وقت اسلامی تنظیم بھی تو موجود ہے اسی طرح اسلامی علماء تنظیم تشکیل دیجیئے ہر مکتبۂ فکر کے علماء اس تنظیم میں شامل ہو کر خلوصِ نیّت سے خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے احکامات کی روشنی میں متفقہ اسلامی آئین (نظامِ اسلام) تیار کریں اِس پر تو کسی کو اختلاف ہی نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کی موجودگی میں اجتہاد ممکن نہیں اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرتا۔ جب اس پر یقینِ کامل ہوگا تو آپ دیکھیں گے کہ سبھی اختلافی مسائل حل ہو جائیں گے۔ جب تک نفاذ اِسلام کا مکمل

مسودہ تیار نہ ہو جائے کوئی بھی عالمِ دین راہِ فرار اختیار نہیں کرے گا۔ کام مکمل ہونے کے بعد ہر مسلم ملک پابند ہوگا کہ وہ اپنے ملک میں اسلام کی پابند قوتِ نافذہ کے ذریعے اس کا نفاذ عمل میں لائے۔ قوتِ نافذہ میں یعنی انتظامیہ اور عدلیہ میں صرف اور صرف پابندِ شریعت ہی شامل ہوں گے اور انہی کی نگرانی میں کاروانِ اسلام رواں دواں ہوگا۔ اگر ایسا ہو جائے تو پھر دیکھیے کہ منٹوں میں اُمّت مسلمہ کا وجود تسلیم ہوتا ہے یا نہیں۔ غیر مسلم اقوام کو لگام ملتی ہے یا نہیں روس، امریکہ، ہندوستان اور ان کے حواریوں پر لرزہ طاری ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ کوئی جارحانہ قدم اُٹھانے سے پہلے سو بار سوچتے ہیں یا نہیں۔

قارئینِ کرام! خلیجی جنگ اور امت مسلمہ پر اس کے تباہ کن اثرات سے پہلے ضروری ہے کہ اس کی اصل وجوہات معلوم کی جائیں ظاہر میں تو یہی نظر آتا ہے کہ عراق نے کویت پر تیل کے جھگڑے میں قبضہ کر لیا اور چونکہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے مفادات اس خطہ سے وابستہ تھے اس لیے وہ میدان جنگ میں کود پڑے۔ جہاں تک امریکہ اور دیگر یورپی ممالک کا سوال ہے وہ تو سو فیصد درست ہے۔ بلکہ اس میں اِسقدر اور اضافہ کر لینا چاہیئے کہ یہ غیر مسلم اقوام اس مسلم خطہ میں کسی بھی ابھرتی ہوئی مسلم طاقت سے خائف ہیں اور ابتدائی مراحل میں ہی اسے ختم کرنا اپنا اوّلین فرض سمجھتی ہیں لیکن عراق کا معاملہ قطعًا دوسرا ہے۔ مَیں اپنے مختلف مضامین میں عرض کرتا رہا ہوں کہ یہ عراقی عوام کا مسئلہ نہیں ہے۔ حکمران بعث پارٹی کا دردِ سر ہے۔ جس نے کبھی اسلام کا نعرہ بلند نہیں کیا اور نہ ہی وہ اسلامی رشتوں کی بات کرتی ہے۔ البتہ عرب قومیت کو ہوا دے کر ہمیشہ ہی الگ تھلگ رہنے کو ترجیح دیتی ہے۔ آنکھیں بند نہ ہوں اور اذہان کھلے رکھیں تو مانندِ آفتاب ہم اس پارٹی کا اصل چہرہ جہادِ افغانستان، جہاد کشمیر، انتفاضہ کاوشوں اور ہمسایہ ایران میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے انہی جذبوں کی عکاسی اسلام دوست کویت اور سعودی عریبیہ میں ہوتی ہے۔ اور پھر یہ کہ عرب دوستی بھی محض ڈھونگ ہے۔ شام، اردن، مصر، لیبیا، الجزائر اور دیگر اس کے معاون کیوں نہیں بنے۔ عربوں میں خود کو منوانے کا مرض شدید ہے اس لیئے عرب قومیّت کے داعی ممالک ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں باہم لڑتے اُلجھتے رہتے ہیں یہ آپس میں اتحاد قائم رکھتے تو مسئلہ فلسطین کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ غالبًا آپ جان چکے ہوں گے کہ کویت پر عراقی قبضہ کویت کو اسلام دوستی کی سزا ہے۔ چلیئے کویت کو تو سزا مل چکی اور سعودی عریبیہ پر بھی عراقی میزائل پھینک کر بعث پارٹی کو سکون مل گیا لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ عراق اور امت مسلمہ کا حشر کیا ہوگا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ بند کروانے کے لیے تگ و دو جاری ہے، پاکستان کے وزیر اعظم مسلم ممالک کا دورہ کر کے اسلامی تنظیم کا اجلاس بلانا چاہتے ہیں اور ہندوستان غیر وابستہ ممالک کو جمع کرنا چاہتا ہے۔ ان

دونوں تنظیموں میں ایسے ممالک کی کمی نہیں جو عراق کی اینٹ سے اینٹ بجا دیکھنا چاہتے ہیں وہ اس کی سلامتی کے لیئے یہ اجلاس منعقد نہیں ہونے دیں گے۔ اگر رسمِ دنیا نبھانے کے لیے سربراہانِ مملکت چھت تلے چلے بھی آئے تو بات کو اِس قدر طول دیں گے کہ عراق میں "دمادم مست قلندر" کا رقص ختم ہو چکا ہو گا۔ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل بھی کچھ ایسی ہی نظیر پیش کرے گی۔ بہرصورت بغداد جو اسلامی تہذیب کا گہوارہ تھا کھنڈرات میں بدل چکا ہوگا عراق نام کا ملک اقتصادی اور تہذیبی پستی کا درسِ عبرت بن جائے گا۔ اگر (جس کی امید ہرگز نہیں) امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ڈیزرٹ طوفان کے بعد عراق بچ بھی رہا تو یقین مانیئے کہ صیہونی اسرائیل جو اس وقت خاموش نظر آتا ہے اپنے مہلک ترین ہتھیاروں سے اچانک حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں ہرگز تامّل نہیں کرے گا۔ عراق جو اپنے کیمیائی ہتھیاروں پر نازاں ہے تو جان لینا چاہیئے کہ ان کا استعمال پورے عالمِ اسلام کے لیئے تباہی کا باعث ہوگا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ یہ جنگ خطۂ مسلم میں ہو رہی ہے اور غیر مسلم طاقتوں کا ردِّ عمل شدید تر ہوگا۔ ذرا کسی ہوشمند جاپانی سے تو پوچھیئے گا کہ ایٹم بم کیا ہوتا ہے۔ ہم رفتہ رفتہ بڑھتی ہوئی تباہ کن آندھیوں سے پہلے ہی صدام سے مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ امتِ مسلمہ کو تاریک مستقبل میں دھکیلنے سے پہلے ہی وہ کویت سے اپنی فوجیں واپس بلا لے۔ وہ عراقی عوام کا منتخب نمائندہ نہیں ہے کیا اس کے لیئے یہ اعزاز کم ہے کہ بچارے عراقی اسے برداشت کر رہے ہیں؟ کیا بعث پارٹی کا یہ ظالم سرخیل انہیں زندہ قوموں کی فہرست سے خارج کر دینے پر تلا ہوا ہے؟ حیرت تو یہ بھی ہے کہ عراقی مسلم عوام اب تلک خاموش کیوں ہیں۔

اگر یہ جنگ صدام کی انانیت ختم ہونے تلک جاری رہتی ہے تو امتِ مسلمہ کا مستقبل کیسا ہو گا؟ آئیے چشمِ تصوّر سے دیکھتے ہیں کہ سرزمینِ کویت کے ریگزاروں میں لاشوں کے انبار لگے ہیں، عراق کے شہر اور میدان اپنے مکینوں کو ترس رہے ہیں اور دور سمندر پار کے اسلام دشمن اغیار فاتح بن کر لوٹ رہے ہیں تو وہ قومِ مسلم کو کیا مراعات دیں گے۔ اس میں تو کسی شک کی گنجائش ہی نہیں کہ امریکہ، روس، اسرائیل ہندوستان اور ان کے حواری اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھ ہی نہیں سکتے، اور اس میں بھی کسی کو شبہ نہیں ہے کہ مِلّت اسلامیہ کا کوئی ایک ملک بھی جدید ہتھیاروں میں خود کفیل نہیں ہے۔ یہ سب ہی دشمن طاقتوں کے سامنے ان کی من پسند شرائط قبول کر کے دستِ سوال دراز رکھتے ہیں۔ دشمن بھانپ چکا ہے کہ معمولی ہتھیار بھی صدام ایسے حکمرانوں کا نشہ بڑھا دیتے ہیں۔ آئندہ وہ باہم متفقہ فیصلہ کریں گے کہ ہتھیاروں کی ترسیل بند۔ جو مسلم ملک اپنی استعداد سے طاقت بننے کی صلاحیت پیدا کر لے گا۔ یہ توقف کیئے بغیر اپنے خود کار ہتھیاروں سے اُس کا صفایا کر دیں گے۔ مسلم ممالک کے نفاق کی آڑ میں وہ ہر مسلم ملک سے ایسے نئے معاہدے کریں گے کہ وہ اقتصادی،

دفاعی اور تہذیبی لحاظ سے ان کے مکمل قبضۂ قدرت میں آجائے ۔ وہ لازماً یہ شرط رکھیں گے کہ دفاعی نظام اُن کے ہاتھ میں رہے اور تیل کے اصل خزانہ کی چوکیداری کے لیئے اُن کی افواج خلیج ممالک میں مستقل ڈیرے جمالیں ، سمندر میں بحری اڈے اُن کی تحویل میں ہوں ۔ اور پھر بتدریج صیہونی خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا چلا جائے اور بالآخر مسلم دنیا ٹوٹتے پھوٹتے اپنے ہی ممالک میں محض اقلیت بن جائے ۔ اقلیت نہ بھی بنے تو مجبور دبے بس اپنے غیر مسلم آقاؤں کے جوتے چاٹتی رہے ۔

قارئین ! آپ یقیناً سوچ رہے ہوں گے کہ مَیں انتہائی مایوس ہو چکا ہوں اِس لیئے صرف تاریک پہلو ہی سامنے رکھتا ہوں ورنہ اِسلام کے شیروں کو اسیر کرنا کافروں کے بس کی بات نہیں ہے ، اِسلام کو تاقیامت قائم و دائم رہنا ہے ۔ اِس لیئے قومِ مسلم دب تو سکتی ہے ہمیشہ مغلوب نہیں رہ سکتی ۔ آپ کی خوشگوار سوچ سے مجھے ہرگز اختلاف نہیں لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ایسی خوشکن باتیں صرف اور صرف پابند شریعت مسلمانوں کے لیئے ہیں ، ہم جن نام نہاد مسلم حکمرانوں اور اکابرین کو اپنی اپنی خواہشات کی جنگ لڑنے کی اجازت دے کر خاموش بیٹھے ہیں کیا وہ عذابِ الٰہی سے بچ سکتے ہیں ۔ ذرا بتایئے تو صدام خود کیا ہے اور کس پہلو اسلام کی خدمت کر رہا ہے ؟ ملحد نجیب کیسا مسلمان ہے اور کن سے برد آزما ہے ؟ فلسطین کا شیر یاسر عرفات کن نظریات کا حامل ہے اور وہاں کیسا نظام لانا چاہتا ہے ؟ اِسی طرح کتنے مسلم ممالک ہیں جنہوں نے خدا کی دھرتی پر نظامِ اسلام کا نفاذ کر رکھا ہے ؟ دِل بہلانے اور خواب دیکھنے تک تو یہ خوش فہمیاں یقیناً دِل کش ہیں لیکن اِسلام کی سربلندی کے لیئے ان سے ہرگز کسی قِسم کی مدد نہیں مِل سکتی ۔

بے شک امتِ مسلمہ ناقابلِ تسخیر طاقت ہے لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ اس طاقت کے عناصر اسلام کے جذبۂ ایمان پر منطبق ہوں ۔ اگر ایسا ہو جائے تو رحمتِ خداوندی ہمارے ساتھ ہو گی ، وسائل کی فراہمی ربِ کعبہ کے ہاتھ میں ہے ایسے راستے خود بخود وا ہوتے جائیں گے کہ امّتِ مسلمہ دنیا کی سُپر ترین طاقت بن جائے اور ماسکو ، واشنگٹن ، تل ابیب ، لندن اور دہلی زلزلوں کی زد میں آجائیں ۔ ایسی منزل ہمیں تب ہی ملے گی کہ پہلے قدم میں صدام کویت سے غیر مشروط طور پر واپس چلا جائے اور اپنی حربی طاقت کو اِسلام کا اثاثہ بنا دے یہی نہیں سب مسلم ممالک اپنی تمام تر توانائیوں کو اسلام ، دینِ حق اور امتِ مسلمہ کا بیت المال بنا دیں ۔ میری خواہش ہے کہ تمام مسلم سکالر ، ادیب ، دانشور اِسی سوچ کو آگے بڑھائیں اپنی عِلمی اور قلمی صلاحیتیں راہِ حق میں صرف کر دیں کہ

؎ ہمیں ہے حکمِ اذاں لا الٰہ الا اللہ

اسلام اور مسلمان

مسلم قوم کو اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل ضابطۂ حیات عنایت فرما کر تمام انسانیت کے لیے نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ اور اس صفحۂ ہستی پر اس کو ایک باوقار اور بارعب قوم کی حیثیت سے پیدا کیا ہے۔ اجتماعی طور پر مسلم قوم کو ساری کائنات میں باعزت مخلوق اور رہنما کا مقام حاصل ہے۔ دنیا کی دیگر اقوام اس غیور اور اعلیٰ تربیت یافتہ قوم کی تقلید کر کے ترقی کی راہ پر گامزن ہو چکی ہیں۔

رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم جب منصب نبوت پر فائز ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب معاشرے کی بے آب و گیاہ بنجر زمین کو نبوت کی برکات سے دنیا کی زرخیز ترین زمینوں سے بہتر بنا دیا۔ اور پھر اس میں قوم مسلم کا وہ بیج بویا۔ جو چودہ سو سال گذرنے کے باوجود اپنی صفات نہیں بدلتا۔ تاریخ کی ورق گردانی کی جائے تو مسلمانوں کی تاریخ روشن اور صاف نمایاں نظر آئے گی۔ مسلم قوم نے کبھی اپنی علیحدہ حیثیت اور تشخص کو غیر مسلم قوم میں مدغم نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے معاشرے میں اپنا تشخص دیگر اقوام سے پورا پورا منوایا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کے پاس رشد و ہدایت کا عظیم الشان سرچشمہ "قرآن و سنت نبوی" موجود ہے۔ اور یہ مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس لاجواب اور بے مثال نظام کی موجودگی میں کسی دوسری قوم کی تقلید کی گنجائش موجود نہیں۔ دوسری قومیں تو درکنار اسلام کے دائرے میں رہ کر ایک انسان دوسرے انسان کے ذاتی خیالات کی اندھا دھند بلا دلیل اندھی تقلید بھی نہیں کر سکتا بلکہ ہر مسلمان مکلف اور مامور ہے کہ علیٰ وجہ البصیرت، با دلیل زندگی گذارے اور اندھے کی طرح دوسروں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر نہ چلتا رہے۔ مسلمان میں یہ صفت لازمی ہے کہ بے دلیل اور بے ثبوت امور سے گریز کرے۔ اور اپنے عمل کا تعین تحقیق سے کرے۔ تاریخ میں قوم مسلم جو ہمیں روشن نظر آتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے اسلاف ہمارے جیسے نہ تھے۔ وہ پختہ ایمان کے مالک تھے۔ وہ رسولِ مقبول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحیح پیروکار تھے۔ وہ عمل میں مخلص تھے اور رضائے خداوندی کو اپنا مقصدِ اولین سمجھتے تھے وہ ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے تھے اور ایک دوسرے کو راہ حق کی طرف

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ

مجلۂ توحید و حکمت

دعوت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا

من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا

الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ھو السمیع البصیر

صدق اللہ العظیم

وہ پاک ذات ہے جو لے گئی اپنے بندے (محمدؐ) کو شب کے وقت مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصےٰ تک جس کے گرد ہم نے برکتیں کر رکھی ہیں تاکہ ہم ان کو اپنی نشانیوں میں سے دکھا دیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے، دیکھنے والے ہیں۔ (سورۃ الاسراء۔ ۱)

دعوت دیتے تھے ۔ جہاد کرتے تھے ۔ جان و مال کی قربانیاں دیا کرتے تھے اور دینِ اسلام کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑ کر ہجرت کیا کرتے تھے طرح طرح کی تکالیف برداشت کیا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے تھے ۔ وہ حق کے متلاشی تھے اور شخصیت پرست نہ تھے اللہ تعالیٰ نے جو آسمان سے وحی نازل فرمائی ہے وہ رہتی دنیا تک اسی شکل میں رہے گی اور اسی پر ہمارا ایمان اور عقیدہ ہے کہ اس میں تبدیلی نہیں آسکتی اس وحی کے مقابلے میں کسی شخص کے قول و فعل کے وہ روادار نہ تھے ۔ بلکہ اپنی کامیابی و کامرانی صرف اور صرف قرآن و حدیث میں ڈھونڈتے تھے ۔ وہ کتاب وسنت کی تعلیم کے لیے ساری زندگی وقف کر چکے تھے ۔ لمبے لمبے سفر طے کرکے علم و حکمت سے بہرہ ور ہوتے تھے ۔ ان کا مقصد دنیاوی عیش و عشرت نہیں تھا ۔ بلکہ وہ اسلام کے سچے خادم اور داعی تھے ۔ اور آج جو ہمارے پاس اسلام کا عظیم خزانہ موجود ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان اور ان ہستیوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب دین کو محفوظ کیا ہے ۔ اور ہم تک ان ہستیوں کی بدولت آسمانی شکل میں اسلام پہنچا ہے ۔ خیر القرون میں روئے زمین پر ہمارے اسلاف میں کوئی شخص یہ بات ثابت نہیں کر سکتا کہ فلاں صحابی فلاں کے مقلد تھے ۔ یا فلاں تابعی فلاں صحابی کے مقلد تھے ۔ یا فلاں تابعی فلاں تابعی کے مقلد تھے ۔ یا فلاں تبع تابعی فلاں تابعی کے مقلد تھے ۔ یا فلاں تبع تابعی فلاں تبع تابعی کے مقلد تھے ۔ اور خاص کر مقلد اس معنیٰ میں کہ کسی نے کسی کا قول و فعل دلیل بنا کر حدیث نبوی کو رد کیا ہو ۔ (نعوذ باللہ من ذالک) اور نہ اب تک کوئی ایسی ہستی پائی جاتی ہے جو ہمارے اسلاف اور آئمہ اربعہ کرام سے یہ ثابت کرے کہ میرے مقلد بنو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے ۔ بلکہ سب کے سب متبعین رسول تھے اور داعیِن راہ حق تھے ۔

ہم اہل حدیث یہ اعلان کرتے ہیں کہ تمام آئمہ کرام ، اور علمائے حق ، اولیائے کرام واجب الاحترام اس لیے ہیں کہ وہ کسی کو گمراہ نہیں کیا کرتے تھے ۔ خود کو اپنے مقلدین کی تعداد بڑھانے کے لیے وقف نہیں کرتے تھے اور نہ ہی وہ تقلید شخصی کے قائل تھے ۔ وہ اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ امت مسلمہ کو ایک پلیٹ فارم پر اسلام کے جھنڈے تلے جمع کرنا چاہتے تھے ۔ وہ حق پر عقیدہ رکھتے تھے نہ کہ اکثریت پر ۔ وہ فرمایا کرتے تھے میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے ۔ جس کو میری دلیل کا علم نہ ہو اس کے لیے میرا قول لینا جائز نہیں جب تک اس کو علم نہ ہو کہ میں نے یہ قول کہاں سے لیا ہے تو ہم بے دلیل بات کو اس واسطے نہیں لیتے کہ ہمارے اسلاف نے ہمیں منع فرمایا ہے اور یہی قرآن کا حکم بھی ہے ۔ اس لیے یہ ہستیاں واجب الاحترام بھی ہیں ۔ اور واجب الاطاعت صرف اور صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی ہے کیونکہ یہی ہمیں اللہ کا حکم ہے ۔ کہ

اطیعو اللہ و اطیعوالرسول ولاتبطلوا اعمالکم

"اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کیا کرو اور اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو"۔ دوسری جگہ ارشادِ ربانی ہے کہ۔

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی"

بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"میرا ہر امتی جنت میں جائے گا۔ مگر وہ نہیں جائے گا جس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔ کہا گیا۔ کون ہے جو جنت میں جانے سے انکار کرے گا۔ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں جائے گا۔ اور جس نے نافرمانی کی اس نے جنت میں جانے سے انکار کر دیا۔"

قرآن و سنت میں اطاعتِ رسول اللہ کے بارے میں بہت سی قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ ہیں۔ لیکن مضمون کی طوالت کے باعث میں صرف انہی آیات کریمہ اور ایک متفق علیہ حدیث پر اکتفا کرتا ہوں جس سے صرف اور صرف مومن ہدایت پا سکتا ہے اور دلیل کے لیے صرف ایک آیت قرآنی اور حدیث نبوی کافی ہے مطلب یہ کہ احترامِ آئمہ اور اطاعت رسول ہم پر فرض ہے اور اسی سے ہی مسلمانوں کا علیحدہ تشخص قائم ہو سکتا ہے۔ یہود و نصاریٰ بھی ہمارے لیے ایک بڑی مثال ہیں۔ جن کے بارے میں قرآن کریم بطور مثال کثیر تعداد میں قصص و واقعات بیان فرماتا ہے۔ جو ہمارے لیے باعثِ عبرت ہیں۔ ان کے اندر جو بُری عادات و رسوم موجود تھیں ان کو قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک بُری عادت یہ تھی کہ وہ طبقہ جو علماء کے نام سے موسوم تھا۔ لوگ ان کی تقلید میں لگ گئے اور حق سے دور چلے گئے اور جو عامی لوگ علماء کی اندھی تقلید کرتے تھے اسے اللہ تعالیٰ نے صاف صاف قرآنِ پاک میں شرک قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ

اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابًا من دون اللہ ٥

یہ لوگ اپنے ملاؤں اور پیروں کو "رب" قرار دیتے ہیں۔

قومِ مسلم زوال پذیر کیوں ہوئی یہ اس موجودہ دور کا اہم سوال ہے جو یقیناً حل طلب ہے۔ اور اس سوال کا جواب مختلف انداز میں دیا بھی جا سکتا ہے۔ لیکن جواب ایسا ہونا چاہیئے جو مسلمانوں کے ایمان و عقیدہ پر مبنی ہو۔ کیونکہ اس کا جواب مسلم قوم کے لیے ہے نہ کہ غیر مسلم کے لیئے۔ دنیا میں دو قومیں ہیں۔ مسلم قوم اور غیر مسلم قوم یہ دو قومیں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ نہ ایک ہو سکتی ہیں اور نہ ہی دوست بن سکتی ہیں۔ ایک قوم کی ترقی کو دوسری قوم کے زوال سے تعبیر کرنا ہی حقیقت ہے۔ جب ضد موجود ہوتی ہے مقابلہ ہوتا ہے۔ تو پھر خوابِ خرگوش مناسب نہیں نہ ہی غفلت شعاری ممکن ہے۔ کفر و الحاد کی مثال خود رَو گھاس کی مانند ہے اور ایمان و اسلام ایک بہترین فصل

ہے ۔ زمین میں محنت نہ کرنے سے گھاس اور بے فائدہ جڑی بوٹیاں اگ آتی ہیں۔ ان بیکار جھاڑیوں کو ختم کر کے ہی بہترین فصل اگائی جا سکتی ہے۔

قوم مسلم میں جب ایمان و عقیدہ کمزور ہوا اور کفر والحاد کے اثرات بڑھنے لگے تو عدمِ محنت کی وجہ سے قوم مسلم زوال پذیر ہونے لگی۔ اور عملی طور پر اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنے سے عاری ہو گئی۔ جو صفات مسلمان قوم کے اسلاف میں موجود تھیں۔ آج کا مسلمان ان سے خالی ہے۔ آج کا مسلمان تو صرف نام کا مسلمان ہے، عمل کا نہیں۔ گفتار کا مسلمان ہے کردار کا نہیں۔ آج کا مسلمان سویا ہوا ہے جستجوئے حق اس کا شیوہ نہیں رہا نفس و خواہشات کا غلام بن گیا ہے اسے نہ تو راہ حق کی تلاش ہے اور نہ ہی اس کا احساس و شعور ہے۔ اِن تلخ باتوں سے میرا مطلب کسی کو مایوس کرنا نہیں بلکہ احساسِ ادائیگیٔ فرض مقصود ہے۔ ہم اپنا مقام کھو بیٹھے ہیں۔ آئیے یکجا ہو کر اپنے آپ کو ذلت کی پستیوں سے نکالیں۔ جس طرح ہمارے اسلاف نے ایمانِ کامل کے تحت دین کی خدمت کی ہے۔ ہمیں بھی اسی طرح اخلاص کا اظہار کرنا چاہیئے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ "محمد الرسول اللہ" آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی یا پیغمبر نہیں آئے گا نہ ہی آسمان سے فرشتہ وحی لائے گا اور نہ ہی دینِ اسلام کا مسلمانوں کے علاوہ کوئی غمخوار موجود ہے۔ بلکہ دشمنانِ اسلام بہت زیادہ ہیں۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ جان و مال سے خدمت دین کا فریضہ ادا کریں

بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات پر برتری بخشی تھی۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

یا بنی اسرائیل اذکروا نعمتی
التی انعمت علیکم وانی فضلتکم
علی العالمین۔

"اے یعقوب کی اولاد میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے تھے اور یہ کہ میں نے تم کو جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی۔"

لیکن ان کے اندر بعض بری صفات پیدا ہوئیں جن کی بدولت وہ ذلت سے دوچار ہوئے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔

ان اللہ لا یظلم علی الناس
ولکن کانوا انفسھم یظلمون

"اللہ تعالیٰ کسی کے اوپر ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ اپنے اوپر خود ظلم کرتے ہیں۔"

بنی اسرائیل میں جو بُری صفات تھیں ان کو قرآن نے واضح طور پر مفصل بیان فرمایا ہے یہ اس لئے کہ امت محمدی ان صفات کو اپنا کر ہلاک نہ ہو جائے۔ اور ان لوگوں کا بھی ذکر کرتا ہے۔ جو ہر حالت میں حق کی حمایت کرتے تھے اور اس پر قائم رہتے تھے۔ اور ان کا انجام بھی ہمیں دکھایا ہے۔ تاکہ ان کا بہترین انجام دیکھ کر اسی طرح حق پر قائم رہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے بنی اسرائیل پر احسان کیا تھا اس طرح خالق کائنات نے امت محمدی پر بھی بڑا احسان کیا ہے

وہ یہ کہ ۔

" اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں ، انہی میں سے پیغمبر بھیجے جو ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں ۔ اور وہ خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں ۔ اور پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے ۔" (آل عمران : ۱۶۴)

تو پہلے امت بنی اسرائیل پر بھی یہی احسان ایک عظیم احسان قرار دیا جاتا ہے اور ہمارے اوپر بھی رسول ؐ کے احسان کا تذکرہ فرماتا ہے ۔ اس آیت کریمہ سے چند باتیں بطور نصیحت اخذ ہوتی ہیں ۔ ایک یہ کہ ایک قوم کی طرف پیغمبر بھیجنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر احسان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان کا بدلہ شکر ادا کرنا ہے اور احسان کی قدر کرنا ہے ۔ اس احسان کا شکر یہ ہے ۔ کہ رسول ؐ اللہ کی مکمل اطاعت کی جائے ۔ اور آپ کے بتائے ہوئے طریق کو دوسرے تمام طریقوں پر ترجیح دی جائے ۔

دوسری بات یہ کہ رسول ؐ اللہ کا فرض اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے ۔ کہ لوگوں کو آیات اور احادیث پڑھ پڑھ کر سنائے گا جو آسمان سے جبرائیل فرشتہ بطور وحی لایا ہے ۔ اور وہ خاموش نہیں بیٹھے گا بلکہ دین اسلام (جو کتاب و سنت کی شکل میں آج ہمارے پاس موجود ہے) کا پرچار کرے گا ۔

بخاری شریف میں حدیث موجود ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اس لیے جو فرض نبی کا تھا وہی فرض علماء ادا کرینگے ۔ معاشرے کو گند ، شرک و بدعت ، بداخلاقی ، کفر و الحاد اور دیگر جرائم سے صاف کرنا صرف اور صرف عالم دین کی ذمہ داری ہے ۔ ان بیماریوں سے نجات دلانے کے لیے معاشرے کا طبیب عالم ہی ہے ۔ جو فقط نسخۂ نبوی (قرآن و حدیث) استعمال کر کے ہی معاشرہ صاف کر سکتا ہے ۔ معاشرے کی بیماریاں انسانی خیالات اور تفکرات سے تیار شدہ اور خود ساختہ ادویہ سے درست نہیں ہو سکتیں صرف خالص شکل میں وہی نسخہ استعمال کرنا پڑے گا جو رسول اللہ ، صحابہ کرام اور آئمہ کرام استعمال کرتے تھے ۔ تب ہی تزکیۂ معاشرہ ممکن ہے ۔

تیسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان سے پہلے ہم گمراہی میں تھے ۔ قرآن و حدیث کے علوم سے مستفید ہو کر ہم گمراہی سے بچ سکتے ہیں ۔ ورنہ اس کے علاوہ سب گمراہی ہی گمراہی ہے ۔

" حق کے سوا گمراہی کے بغیر اور کچھ بھی نہیں ۔" (القرآن)

تو معلوم ہوا کہ معاشرہ کی صفائی (حق پرست) عالم کی ذمہ داری ہے ۔ کیونکہ نبی کے وارث یہی لوگ ہیں ۔ اور مسلمانوں کا بھٹکا ہوا قافلہ یہی لوگ راہ راست پر لا سکتے ہیں ۔

موجودہ دور میں یہ بات بڑی مشکل نظر آرہی ہے ۔ کیونکہ علماء مختلف امتحانات میں پھنس چکے ہیں ۔ تعلیمات وحی ان کے لیے ایک دشوار مسئلہ کی شکل اختیار کر چکی ہیں ۔ مثلاً اگر صحیح ترین حدیث بھی ان کو مل جائے اور بدقسمتی سے معاشرے میں اس کا رواج نہ ہو تو جواب مولوی صاحب کی طرف سے یوں ملتا ہے کہ جی ! یہ حدیث ہمارے مذہب کی نہیں ۔ (افسوس اس دور میں ایسی باتوں پر) ۔ اب مولوی صاحب

کے اس جواب کے خطرناک نتائج سے آج کون واقف ہے۔ آخر رحمۃ اللعالمین کے فرمودات سے معاشرے کو کس نے محروم کیا۔؟ اس صحیح ترین غیرمجروح حدیث کی بجائے مولوی صاحب کونسے طریقے کو معاشرے میں رائج کرے گا؟ وہ جس پر لوگوں کی اکثریت خوش ہو کیا اس طرح معاشرہ صاف ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا یہ خودساختہ بات، حدیث نبوی کی طرح دل کی گہرائیوں میں اتر کر زندگی میں انقلاب برپا کر سکتی ہے؟ کبھی نہیں۔ ایسی خودساختہ تعبیروں سے عوام کو گمراہ کر کے ان کا سکون قلب چھین لیا گیا ہے۔ مسلمان تو اس وقت گرداب میں جا پھنسے جب عہد رسالت مآب سے چار سو سال بعد لوگوں میں تقلید شخصی کے زہریلے مادے پیدا ہوئے اور ایک رسول کی بجائے بے شمار دیگر ہستیوں کے مقلد بن کر ان کے پیچھے لگے۔ اور پھر ان کی شان میں غلو کر کے ان کو نبوت کا درجہ دینے لگے۔ اور اب نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان کے اقوال کے مقابلے میں متفق علیہ حدیث کو بیان کرنے اور اس پر عمل کرنے سے تمام معاشرہ یکسر محروم ہے۔ اور وہ شخص تمام لوگوں کی نظروں میں بے وقوف اور احمق ہوتا ہے جو حدیث پر عمل کرے۔ اس کی مخالفت کرنے والوں میں گاؤں کا مولانا سرفہرست ہوتا ہے۔ کبھی اس پر روس و امریکہ کے ایجنٹ کا داغ لگتا ہے اور کبھی سعودی عرب کے وہابی کا۔ کبھی گھر جلانے کی دھمکی دی جاتی ہے اور کبھی جلاوطن کرنے کا خوف۔ مختصراً ایک مسلم معاشرے میں سنت نبوی سے ثابت، کتب احادیث کے ذخائر میں بار بار لکھا ہوا حکم نبی، زیر عمل لانے میں مسلمان بھائی کے ہاتھوں سے ہی اذیتیں اٹھاتا ہے۔ جو انتہائی افسوس کی بات ہے۔

ہمارے ملک میں ہر آدمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جان و مال قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔ لیکن وہ معاشرے کی ان سخت ترین زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے جن کو بے علم و عمل ملاؤں نے دین کا رنگ دیا ہوا ہے۔ اور اصل دین سے عوام کو دور کر دیا ہے۔ یہ ملا عامیوں کو یہ سبق دیتے ہیں کہ پرانا دین اختیار کرو اور اسی بہانے سے کتاب و سنت کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم بھی کہتے ہیں کہ پرانا دین یعنی صحابہ اور تابعین کا دین اختیار کرنے میں کامیابی ہے اور ان کا بھی یہی بیان ہے لیکن عوام یہ نہیں پوچھتے کہ پرانا دین کون سا ہے کتاب اللہ اور سنت رسول پرانا دین ہے یا اس کے علاوہ؟ یہ تو ہمارے اپنے رسم و رواج ہیں۔ علمائے کرام کا فریضہ دین کو کھلم کھلا بیان کرنا ہے۔ اور کسی بھی حالت میں حق کو چھپانا ان کے لیے جائز نہیں۔ کیونکہ یہ معاشرے کا حق ہے اور یہ حق عالم کے پاس ان کی امانت ہے اگر بیان نہ کیا جائے تو ان کا حق عالم نے چھپا کر خیانت کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

"جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں (کسی غرض فاسد سے) چھپاتے ہیں باوجود کہ ہم نے ان لوگوں

(سمجھانے) کے لیئے اپنی کتاب میں کھول کھول کر بیان کر دیا ہے ۔ ایسوں پر خدا اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں ۔ ہاں جو توبہ کرتے ہیں اور اپنی حالت درست کر لیتے ہیں اور (احکامِ الٰہی کو صاف صاف) بیان کرتے ہیں ۔ تو میں ان کا قصور معاف کر دیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہوں" (البقرہ ۔۱۶۰)

اللہ تعالیٰ کا بڑا لطف و کرم یہ ہے کہ دنیا میں ہر دور میں حق پرست علماء موجود ہوتے ہیں ۔ جن کی بدولت دین کو اللہ تعالیٰ نے ——— محفوظ کر دیا ہے اور جن کی محنت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دینِ اسلام کی حقیقت سے آشنا کر دیا ہے ۔ بعض لوگوں بلکہ اکثریت کا سوال یہ ہوتا ہے ۔ کہ ہم کن علماء کی مانیں اور کن کو رد کر دیں تو ان کے جواب میں صرف یہ کہتا ہوں ۔ کہ اے سائل محترم ! اللہ تعالیٰ نے آپکو پورے کا پورا جسم عطا فرمایا ہے اور آپ کو ذہن دل ، کان ، آنکھ اور زبان اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق و باطل میں فرق کرنے کے لیئے آلے دیئے گئے ہیں ۔ بس آپ اسقدر مکلف ہیں کہ ان آلوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیئے استعمال کرتے ہوئے زبان سے علماء سے پوچھو ، کان سے سُن لو ، دل و دماغ میں ان کو جگہ دے کر سوچ لو ۔ پھر دوسروں سے معلومات حاصل کر لو اور اخلاص سے حق تلاش کرو ۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتے ہیں اور حق کے متلاشی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ میں اس قسم کے لوگوں کے لیئے حق کے راستے کھول دیتا ہوں ۔ ایک وقت آئے گا کہ آپ کو حق مل جائے گا ۔ جس پر آپ کو اطمینان حاصل ہوگا اور پھر تم اس پر ثابت قدم رہنے کا سوال اللہ ہی سے کرو ۔

علمائے کرام کا کام دین اسلام کے احکام کو کھلم کھلا بیان کرنا ہے ۔ نہ جان کی پرواہ ، نہ مال کا ڈر ، نہ عزت کا اور نہ آبرو کا غم نہ اقتصادی حالت کا خوف اور نہ امامت کا لالچ کیونکہ خداوند کریم کی رضا مندی حاصل کرنے کے لیئے ہر چیز کی قربانی دے کر دنیا انسان کے پیروں تلے آجاتی ہے ۔

وما من دابۃ الا علی اللہ رزقھا

"کوئی ذی روح نہیں مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ پر ہے"

اور عوام الناس کا فریضہ بحیثیت ایک مسلمان یہ ہے کہ عالم سے اخلاق و آداب کے دائرے کے اندر پوچھ لیں ۔ اور اس طرح پوچھ لیں کہ اس مسئلے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم کیا ہے ؟ اگر عالم نے اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا تو عالم نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے آزاد کر لیا ۔ عالم بھی انسان ہوتا ہے ۔ اس لیئے ایک فردِ واحد کی بات کو حرفِ آخر مان کر عمل پیرا نہیں ہونا چاہیئے بلکہ دوسرے عالم سے بھی پوچھ لیں اور اس طرح مسلم قوم اپنا اعلیٰ مقام پھر حاصل کر سکتی ہے ۔

اے اللہ ! تیرے حضور میں ہماری درخواست یہ ہے کہ ہمیں ہدایت عطا فرما اور ہم کو وہی راہ دکھا جس کو تو نے ہمارے لیئے منتخب کیا ہے ۔

اے اللہ ! ہمارے معاشرے کے ہر

بقیہ صفحہ ۲۸

دُعاء بدرگاہ قاضی الحاجات

ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لیے ——— بادلو! ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لیے
اے دُعا ہاں! عرض کر عرشِ الٰہی تھام کے ——— اے خدا اب پھیر دے رُخ گردشِ ایّام کے
صُلح تھی کل جن سے، اب وُہ برسرِ پیکار ہیں ——— وقت اور تقدیر دونوں درپے آزار ہیں
ڈھونڈتے ہیں اب مداوا شورشِ غم کے لیے ——— کر رہے ہیں زخمِ دل فریاد مرہم کے لیے
رحم کر، اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا ——— ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا
خلق کے راندے ہُوئے دُنیا کے ٹھکرائے ہُوئے ——— آئے ہیں اب تیرے در پر ہاتھ پھیلائے ہوئے
خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈُوبے ہُوئے ذِلّت میں ہیں ——— کُچھ بھی ہیں لیکن ترے محبُوب کی اُمّت میں ہیں

حق پرستوں کی اگر کی تُو نے دل جوئی نہیں
طعنہ دیں گے بُت پرست کہ مُسلم کا خدا کوئی نہیں

فرد کو دینِ اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔

اے اللہ! عوام و خواص کو ہدایت نصیب فرما اور جہالت کو علم و دانش میں بدل دے۔

اے اللہ! مسلمان قوم کو وہی طاقت و رعب عطا فرما جو تو نے صحابۂ کرام اور ہمارے اسلاف کو عنایت فرمایا تھا۔

اے اللہ! کمزور مسلمانوں کی مدد فرما اور کافروں کے دلوں میں ان کا رعب بٹھا دے۔

مرادِ ما نصیحت بود گفتیم
حوالہ با خدا کریم و رفتیم۔

واخر دعونا ان الحمد للہ

— — — — — — — — — —

کالم ۲ سے آگے

ہوں اور بھائی محترم مولوی شمس الدین صاحب کا انتہائی مشکور ہوں۔
جزاء اللہ خیراً و شکر اللہ سعیہ۔ (آمین)

المعترف بوہمہ
ابو عمر عبدالعزیز النورستانی
خادم الجامعۃ الاثریہ پشاور

محترم قارئین! ابو عمر عبدالعزیز النورستانی ایسے متقی حق پرست عالمِ دین سے قصداً غلط حوالے کا ارتکاب بعید از قیاس ہے یقیناً رسالہ "المعلوم علی المجہول" کے قارئین موصوف کی معذرت قبول فرمائیں گے۔

(مدیرِ اعلیٰ)

ایک وہم کا ازالہ

مَیں نے "المعلوم علی المجہول" نام سے ایک رسالہ تحریر کیا تھا جس کے صفحہ ۴۰ پر ایک عبارت بحوالہ "تہذیب السنن" علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ درج کی تھی، جب مجھے میرے محترم بھائی شمس الدین صاحب نے اس غلط حوالہ سے آگاہ کیا تو میں نے بغور جائزہ لیا، حقیقتاً وہ حوالہ میرے وہم کا نتیجہ تھا اور اس وہم کی بنیاد یوں تھی کہ امام منذری کے مختصر ابی داؤد مع "معالم السنن" للخطابی کے ساتھ "تہذیب السنن" امام ابن القیم بھی ہے اور ساتھ ہی مختصر حاشیہ ہے۔ کتاب کے محققین علامہ احمد محمد شاکر اور علامہ محمد حامد الفقی ہیں ان حضرات کے حاشیہ اور تہذیب السنن کا خط یکساں باریک ہے۔ اس لیئے مجھے وہم ہوا کہ شاید یہ حاشیہ بھی تہذیب السنن کی ہی عبارت ہے نیز تہذیب السنن ترتیب میں بھی صفحہ کے آخر میں ہے۔ اعنی اول مختصر ابی داؤد اس کے بعد "معالم السنن" پھر تہذیب السنن اور بعد میں حاشیہ ہے۔ چونکہ کہیں صرف تہذیب السنن ہے اور کسی مقام پر صرف حاشیہ ہے جس کے باعث مَیں وہم کا شکار ہُوا۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **وخلق الانسان ضعیفا**۔ امام ابن المبارک نے بھی کیا خوب فرمایا ہے "**ومن اسلم عن الوھم**" لہذا میں اللہ کو گواہ بناتے ہوئے اپنے غلط وہم کا قلبی اعتراف کرتا ہوں، میں ربِ کائنات سے اپنی غلطی کے لیے معافی کا طلبگار

باقی کالم ۱ پر

قارئین اور قلمکار حضرات متوجہ ہوں

ہم اپنے کرم فرماؤں سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ مجلہ ملنے یا نہ ملنے یعنی دونوں صورتوں میں ہمیں مطلع فرمائیں ، اپنا پتہ صاف اور مفصل لکھیئے گا تاکہ غلطی کا احتمال باقی نہ رہے۔ قلمکار حضرات سے خصوصی استدعا ہے کہ وہ کاغذ کی صرف ایک طرف خوشخط لکھنے کی کوشش فرمائیں۔ جہاد افغانستان، کشمیر، فلسطین، جنگ خلیج اور دینی مضامین آج کی اہم ضرورت ہیں ، اِن موضوعات کو قلمبند فرماکر قلمی جہاد میں حصّہ لیجیئے۔

قارئین ہمیں اپنی آراء سے بھی نوازیں تاکہ ہم مجلہ کو بہتر سے بہترین بنا سکیں۔ ہم تعریف سے زیادہ تنقید کو اِس لیئے پسند کرتے ہیں کہ اِسی سے روشن راہیں ملتی ہیں

ماھنامہ

"دعوت"

پوسٹ بکس ۹۱۲

پشاور پاکستان

درسِ قرآن

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ
فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا
وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ
الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ
قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٦٦﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّ
سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٧﴾ (سُوْرَةُ الْاَنْعَام)

کہہ دو کہ وہ (اس پر بھی) قدرت رکھتا ہے کہ تم پر اُوپر کی طرف سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے یا تمہیں فرقہ فرقہ کر دے اور ایک کو دُوسرے (سے لڑا کر آپس) کی لڑائی کا مزا چکھا دے دیکھو ہم اپنی آیتوں کو کس طرح بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھیں۔

اور اس (قرآن) کو تمہاری قوم نے جھٹلایا حالانکہ وُہ سراسر حق ہے کہہ دو کہ میں تمہارا داروغہ نہیں ہوں۔ ہر خبر کیلئے ایک وقت مقرر ہے اور تم کو عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

عالمِ اسلام ۔ سُلگتے مسائل

تحریر: غنی اللہ مسلم

ہسپانیہ سے مسلمانوں اور اسلامی تہذیب کا مٹ جانا ایک تاریخی المیہ ہے۔ واہگہ سے دہلی تک پورے مشرقی پنجاب سے مسلمانوں کا صفایا بھی ایک اندوہناک بات ہے۔ ترکستان کی ریاستوں پر روس اور چین کا قبضہ بھی المناک سانحہ ہے۔ قبلہ اول بیت المقدس پر صیہونی جارحیت بھی ایک صدمہ ہے۔ سقوطِ مشرقی پاکستان بھی ایک دِل خراش حقیقت ہے، افغانستان پر کمیونسٹوں کی یلغار بھی ایک ناقابلِ برداشت ایک تاریخی اذیت ہے، ملت اسلامیہ کا سب سے زرخیز اور جنت نظیر خطہ وادی کشمیر پر بھارت کا غاصبانہ قبضہ بھی عذاب سے کم نہیں غرض امت مسلمہ مسائل اور مشکلات کی آماجگاہ بن گئی ہے۔ ملت اسلامیہ کے لہولہو بدن پر زخموں کے نشانات ابھی تازہ تھے ابھی خون بہہ رہا تھا کہ ۔۔

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

کے مصداق عراق نے اپنے ہمسایہ، پرامن برادر اسلامی ملک کویت پر قبضہ کر کے خلیجی ممالک کا امن درہم برہم کر ڈالا اور غیر مسلم قوتوں کو خلیج میں آنے کا موقع بہم پہنچایا ہم تسلیم کرتے ہیں کہ عراق عسکری قوت سے امت مسلمہ کی ایک مضبوط قوت ہے مگر افسوس صد افسوس کہ عراقی قیادت بعث پارٹی کے ملحدانہ نظریات کی پیروکار بن کر احمقانہ حد تک غلط پالیسی پر گامزن ہے۔ عرب ممالک میں عراق واحد طاقتور مسلمان ملک تھا جو اسرائیل کو دندان شکن جواب دے سکتا تھا۔ اس کے تعاون کے لیئے تمام خلیجی عرب ممالک بھی تیار تھے، مگر شاید یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے، کہ عراق پر بعث ازم چل رہا ہے۔ عراق، ایران جنگ میں تمام خلیجی عرب ممالک نے دل کھول کر عراق کی مدد کی کردستان کے تاریخی شہر جلیحہ پر کیمیاوی گیسوں سے بمباری کر کے ایک دن میں پندرہ ہزار سنی مسلمانوں کو ہلاک کر دیا گیا مگر پھر بھی عرب ممالک خاموش رہ کر عراق کی مدد جاری رکھے ہوئے تھے۔ عالم عرب اور مسلمان عراق کو طاقتور دیکھنا چاہتے تھے مگر صدام حسین کی حماقتوں نے ساری امت مسلمہ کی امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ اس نے اپنی توپوں کا رخ اسرائیل کی بجائے اپنے عرب مسلمان بھائیوں کی طرف موڑ دیا ہے۔ کویت پر عراق کی غیر قانونی، غیر آئینی، غیر اخلاقی غیر اسلامی اور غیر انسانی جارحیت سے عالم اسلام کو جن مسائل اور نقصانات کا سامنا

کرنا پڑا ہے ۔ اس کی فہرست بہت طویل ہے ۔ مثلاً ۔

اوّل ۔ خلیج میں غیر مسلم قوتوں کو گھس آنے کا موقع مل گیا ۔

دوم ۔ عراق کی فوجی تباہی خطرے میں پڑ گئی جو مسلمانوں کی بدنصیبی کے سوا کچھ نہیں ۔

سوم ۔ اسرائیل کو تحفظ مل گیا اور عالم عرب خطرہ میں پڑ گیا ۔ نیز مقامات مقدسہ کو خطرہ میں ڈال دیا ۔ کویت پر عراقی قبضہ سے عالمی سطح پر اسلام اور عالم اسلام کو جو نقصانات پہنچے اس کا مختصر خاکہ دیکھئے

۱۔ کویت میں ۸۰ فیصد نوجوان اسلام کی طرف راغب ہو چکے تھے اور عوامی سطح پر اسلامی تحریک منظم ہو گئی تھی جو جامعۃ الکویت (کویت یونیورسٹی) سے نکل کر پوری دنیا میں سرگرم تمام اسلامی تحریکوں کی معاون بن گئی تھی ، اس نے "جمعیت الاصلاح الاجتماعی" کے نام سے تحریک منظم کر کے دنیا بھر میں اسلامی تحریکوں کی بیداری میں اہم کردار ادا کیا ۔ اس نے ایک انٹرنیشنل ہفت روزہ "المجتمع" کا اجراء کر کے ساری دنیا کی اسلامی تحریکوں کا ترجمان بنا دیا ۔ اس مجلے کے مضامین نے عرب اور مسلمان حکمرانوں کی غلط سیاست مسئلہ فلسطین ، جہادِ افغانستان ، جہاد کشمیر ، احیاء الاسلام ، یہودی سازشوں ، صلیبی حرکات کیمونزم ، فاشلزم ، بعث ازم اور نیشنلزم وغیرہ کے خلاف زبردست جدوجہد کی جس سے عالمی استعماری طاقتیں لرز اٹھیں ۔

۲۔ کویتی نوجوانوں نے مالدار تاجروں اور شیخوں کی مدد سے کئی اصلاحی کمیٹیاں قائم کیں ۔

الف ۔ دعوتِ اسلامی کمیٹی ۔

یہ کمیٹی افغان مہاجرین و مجاہدین کی ہر قسم کی امداد پر کمربستہ ہوئی ۔

ب ۔ کمیٹی برائے افریقی مسلمان ۔

اس کمیٹی نے افریقی ممالک میں دعوت و تربیت اسلام اور عیسائی مشنریوں کا مؤثر توڑ کرتے ہوئے ۸۰ کروڑ سے زائد رقم خرچ کر کے قابل قدر کارنامے انجام دیئے ۔ سکول ، مدرسے ، شفا خانے اور تبلیغی وفود کی تربیت و تشکیل کے علاوہ گھانا کے مقام پر "اسلامی ریڈیو سروس" کے نام سے ایک ریڈیو سٹیشن قائم کر کے مقامی زبانوں سے تبلیغ اسلام کے علاوہ انڈونیشیا ، ایتھوپیا استوری زبانوں میں عیسائی ریڈیو سٹیشن ، بائیبل ریڈیو سٹیشن ، کا مؤثر توڑ کیا ۔

۳ ۔ کمیٹی برائے لبنان و فلسطین ۔

جس نے فلسطین کی حالیہ تحریک "انتفاضہ" سے ہر سطح پر بھرپور تعاون کیا اور اس قدر مدد دی کہ اسرائیل لرزہ براندام ہو گیا ۔ کویتی نوجوانوں نے لبنان میں عیسائیوں اسرائیلیوں اور شیعیوں ، یہودیوں اور نصرانیوں کے ہاتھ تباہ حال مسلمانوں کے درد کو جتنا محسوس کیا شاید اور کسی نے کم ہی محسوس کیا ہو ۔

۴ ۔ کمیٹی برائے عالم اسلام :۔

اس بین الاقوامی کمیٹی نے جہادِ افغانستان کے علاوہ فلپائن کی تحریک جہاد (مورو اسلامی محاذ) اریٹیریا کی تحریک جہاد تیونس اور الجزائر کی اسلامی تحریکوں اراکان (برما) کی تحریک آزادی کو بھرپور مدد فراہم کی ۔ اور اب جہاد کشمیر کو بھی اپنے پروگرام

میں شامل کر لیا تھا چند دنوں میں جہادِ کشمیر کے لیئے چالیس لاکھ سے زائد چندہ جمع کیا اور یہ سلسلہ ابھی جاری تھا کہ عراقی فوج آدھمکی۔

۵۔ کمیٹی برائے یورپ۔

اس کمیٹی نے مغربی یورپ میں عام طور پر اور مشرقی یورپ میں خاص طور پر تبلیغ اسلام کا جو کام کیا وہ آج تک کسی نے بھی نہیں کیا۔ یوگو سلادیہ، چیکو سلواکیہ، پولینڈ ہنگری، آسٹریا، مشرقی جرمنی، رومانیہ اور البانیہ میں نہایت مؤثر منظم اور فعال تبلیغی منصوبوں کا آغاز کر دیا تھا اور کروڑوں ——— روپیہ تبلیغ اسلام کے لیے خرچ کیا جارہا تھا۔ اس کے علاوہ ہندوستان اور انڈونیشیا، بنگلہ دیش، سوڈان کے غریب مسلمانوں کے لیئے ان کی مدد اور بھرپور اعانتیں ناقابلِ فراموش ہیں۔

۶۔ الھیئۃ الخیرۃ العالمیۃ الاسلامیہ۔
(عالمی اسلامی رفاہی ادارہ)

اس ادارے نے ملت اسلامیہ کی بھلائی کے لیے جتنی خدمات سرانجام دی ہیں اس کی فہرست بہت طویل ہے۔

۷۔ بیت الزکوٰۃ۔

یہ ادارہ انڈونیشیا سے مراکش اور موریطانیہ تک عالمی سطح پر یتیموں کی خدمت اور تعلیم و تربیت اور اسلامی پرورش کر رہا تھا اور دنیا بھر میں اس کی کارکردگی سب سے بہتر تھی۔

۸۔ ادارہ امور مذہبی۔

یہ اگرچہ سرکاری ادارہ تھا مگر اس کے انچارج اور ملازمین اسلامی تحریک کے کارکنان تھے۔ جنہوں نے عالمی سطح پر مذہبی خدمات اور کارنامے سرانجام دیئے جو واقعی قابلِ ستائش اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔

۹۔ اسلامی بنک۔

سود کی لعنت سے چھٹکارا پانے کے لیئے کویتی تحریکِ اسلامی نے پرائیویٹ طور پر بلا سود بینکاری کا آغاز کر کے اسلامی بنک قائم کیا۔ جس میں خواتین کے لیئے الگ باپردہ شعبے بنائے گئے۔ جو بہت جلد کامیاب ہوئے۔ غرض اس بنک کو امریکہ اور یورپ کے سود خود ادارے غضب ناک نظروں سے گھورنے لگے۔

۱۰۔ اِفسو IFSO۔

انٹرنیشنل اسلامک فیڈریشن آف سٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے نام سے بین الاقوامی سطح پر مسلمان طلبہ تنظیموں کو یکجا کرنے، روابط بڑھانے، ان کی اعلیٰ اسلامی تربیت اور جذبۂ جہاد فی سبیل اللہ ابھارنے اور ان سے تعاون کرنے میں اس عالمی طلبہ تنظیم نے جتنا کام کیا ہے وہ تاریخ کے صفحات میں محفوظ رہے گا۔

ایک طرف اسرائیل اور امریکہ عراق کی عسکری قوت سے خوفزدہ تھے دوسری طرف کویت کے عوامی عالمی اسلامی منصوبوں نے عیسائیوں اور یہودیوں کی نیندیں اڑا دیں تھیں۔ لہٰذا ایک تیر سے دو شکار کرنے کا حربۂ آزمایا گیا۔ اور صدام حسین کی ننگی جارحیت نے سازش کو عملی جامہ پہنا دیا۔ صدام حسین کی احمقانہ پالیسیوں کا محرک عراقی وزیرخارجہ طارق عزیز ہے جو کٹر عیسائی ہے اور اس کا اصل نام جارج عزیز ہے

جارج عزیز عراق میں عیسائی اور یہودی لابی کا مرکزی کردار ہے ۔ انہیں یورپ کی طرف سے کئی تمغاتِ خدمت بھی مل چکے ہیں ، جارج عزیز بعث پارٹی کے بانیوں میں سے ہے ۔

خلیجی مسئلے کا حل :۔

١۔ عراقی فوجی کویت پر قبضہ ختم کر کے واپس چلے جائیں ۔

٢۔ سعودی وزیرِ خارجہ جناب سعود الفیصل کی اس تجویز پر غور کیا جائے کہ اگر عراق واپس چلا جائے تو ہم عراق کی تمام ضروریات کو پورا کرنے کی مکمل گارنٹی دیتے ہیں ۔

٣۔ عراق واپس آکر مسلمانوں کے باہمی مشوروں ، پلان اور بھرپور تیاریوں سے اسرائیل کے خلاف قوت متحد کرے ۔

ملت اسلامیہ کو گوناگوں مسائل کا سامنا ہے ۔ جس کے حل کے لیے ہمیں اتحاد و اتفاق اور ”اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول“ پر مکمل عمل کرنا ہوگا عالمِ اسلام کو جس جس مقام پر جن اذیتوں اور تکلیفوں کا سامنا ہے وہ کچھ یوں ہے ۔

١۔ افغانستان :۔

افغانستان کے حالات تو ساری دنیا کو معلوم ہیں اب افغان مسئلے کے حل کے لیئے اشد ضرورت باہمی افہام و تفہیم اور اتحاد کی ہے جو بدقسمتی سے ہمارے مجاہدین میں مفقود ہے ۔

٢۔ سری لنکا :۔

سری لنکا میں مسلمانوں کا بدترین قتل عام تامل فرقہ پرستوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے ۔ چند ماہ پیشتر بھی ایک ہزار مسلمانوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا تھا ۔ تامل فرقہ پرستوں نے چار ہزار مسلمان خاندانوں کی املاک اور جائیدادوں پر قبضہ کر کے انہیں ملک بدر کر دیا ہے اور ان کے دینی مدرسے اور مسجدوں کو جلا دیا گیا ہے ۔ جب برصغیر پر انگریز کا قبضہ ہوا تو برما سمیت اراکان پر بھی قبضہ کر لیا اور جب انگریز برصغیر سے نکل رہا تھا تو اراکان کو برما بدھست حکمرانوں کے حوالے کر کے مسلمانوں کو بدھوں کی غلامی میں دے دیا جو تاحال اذیت ناک غلامی میں دن گذار رہے ہیں ۔ جہادِ افغانستان سے متاثر ہو کر اراکانی مجاہدین نے بھی برما کے جنگلوں میں گوریلہ تربیت حاصل کر کے جہاد کا آغاز کر دیا ہے مگر افسوس کہ ملت اسلامیہ کے خاص خاص لوگ تو ان سے واقف ہیں مگر عام لوگوں کو ابھی تک کچھ معلوم نہیں ۔

اسلام میں صحابہؓ کا مقام

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور مرسلین سے افضل مقام عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد اور صحبت کے لیئے انبیاء علیہم السلام کے بعد اولادِ آدم علیہ السلام میں سے بہترین لوگ چنے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"جو کوئی اقتداء (پیروی) کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ ان لوگوں کی پیروی کرے جو وفات پا چکے ہیں۔ (ان کی مراد اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا) کیونکہ زندہ شخص کے بارے میں یہ یقین نہیں کہ وہ فتنہ اور آزمائش سے بچے گا۔

یہ مرے ہوئے وہ لوگ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کے لیے چنا۔

اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو وہ مقام بخشا جو ان کے شایان شان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

لیغیظ بہم الکفار

"کہ اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب کو ترقی اور بلند مقام اس لیے دیا تاکہ کافروں کو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ غصہ دلائے"

آسان الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ان اصحاب کرام پر تنقید کرتے ہیں۔ ان کی حالت کافروں جیسی ہے۔ کیونکہ کافر، ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلتوں کو دیکھ کر آگ بگولا ہو جاتے تھے۔

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے لیے کوئی کینہ یا عداوت موجود ہے۔ تو وہ اس آیت کے تحت آتا ہے۔ (ان کا مقصد یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عداوت کرنے والا مسلمان نہیں رہتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تنبیہ کر دی اور فرمایا۔

اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم عرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم

"اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے ساتھیوں

کے بارے میں-میرے بعد انہیں غلطیوں کا نشانہ نہ بناؤ- جس شخص نے ان سے محبت کی تو وہ ان کے ساتھ اس لیے محبت کرتا ہے کہ میں اس کا محبوب ہوں۔ اور جس نے میرے ساتھیوں کے ساتھ بغض رکھا (انہیں برا سمجھا- ان سے دشمنی کی) تو وہ ان کے ساتھ ——— اس لیے بغض (عداوت) کرتا ہے کہ اس کی میرے ساتھ دشمنی ہے"۔

بخاری نے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل أحد ذهبا لم يدرك مد احدهم ولا نصيفه

"میرے ساتھیوں کو گالی مت دو۔ کیونکہ اگر تم میں سے کسی نے احد (پہاڑ) کے برابر سونا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا تو وہ شخص، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے سیر یا آدھے سیر کا اجر بھی حاصل نہیں کر سکتا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا ہو"۔

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے۔ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب عادل ہیں۔ انہوں نے جو بھی روایت کی وہ صحیح ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں عادل قرار دیا ہے۔ ان کے بلند اخلاق کے سبب، اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لیے پسند فرمایا۔ انہوں نے اپنی جان ومال اور اپنے وطن کو اسلام کے لیے قربان کیا ہمیشہ رسول ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلے۔ سب نے شرک اور بدعت سے لوگوں کو ڈرایا اور انہوں نے عملاً یہ ثابت کر دیا کہ کامیابی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ سب نے قرآن وسنت کی تبلیغ کی۔ اور تمام قرآن وسنت پر کار بند رہے۔ انہوں نے اسلام کا صحیح علم براہ راست رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن وسنت کو مشعلِ راہ بنایا اور لوگوں کو سمجھایا کہ بدعت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہے۔

قرآن وسنت کی دعوت وعمل پر اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم سے اپنی رضامندی کا اعلان فرمایا۔

رضی اللہ عنهم و رضوا عنه

"اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

لقد رضی اللہ عن المومنين اذ يبايعونك تحت الشجرة

"یقیناً، اللہ تعالیٰ ان مؤمنوں سے راضی ہوا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ سے بیعت کی"۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنے عظیم مجاہد تھے۔ کہ پچاس سال سے کم عرصے میں انہوں نے جزیرۃ العرب کے باہر دنیا کو مشرف بہ اسلام کیا اور عجمی ممالک عراق، اردن، شام، مصر، لبنان، لیبیا، تیونس، مراکش، الجزائر، سوڈان اور خلیجی ممالک کو عرب ممالک میں تبدیل کر دیا۔ ان ممالک کی بولیاں (زبانیں)

عربی میں تبدیل ہو گئیں۔ امام بخاری نے ابو سعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یاتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس

لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا تو لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔

فیقال هل فیکم من صاحب رسول الله صلیّ الله علیه وسلم؟ فیقولون نعم فیفتح لهم

تو کہا جائے گا کہ آیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کے رسول صلیّ اللہ علیہ وسلم کا ساتھی تھا؟ تو وہ کہیں گے "ہاں" تو ان کو فتح نصیب ہوگی (اصحاب)

ثم یأتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس

پھر لوگوں پر زمانہ آئے گا تو لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی

فیقال هل فیکم من صاحب اصحابَ رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ فیقولون نعم فیفتح لهم

تو کہا جائے گا آپ میں سے کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے ساتھ رہا ہو؟ تو وہ کہیں گے ہاں۔ تو ان کے لیے فتح ہوگی۔ (تابعین)

ثم یأتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس

پھر لوگوں پر ایسا وقت (زمانہ) آئے گا تو لوگوں کی ایک جماعت جہاد کرے گی۔

فیقال هل فیکم من صاحب من صاحب اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ فیقولون نعم فیفتح لهم

تو کہا جائے گا۔ کیا آپ میں سے کوئی ایسا ہے جو ان کے ساتھ رہا ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا ساتھی تھا؟ تو وہ کہیں گے ہاں۔ تو ان کو بھی فتح نصیب ہوگی۔ (تبع تابعین)

صحابہ کرامؓ کے بارے میں اہلسنت والجماعت کا عقیدہ

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان جو جنگیں لڑی گئیں وہ اجتہاد کی بنا پر تھیں اور ہم ان جنگوں کی وجہ سے کسی ایک کو بُرا نہیں کہیں گے۔ ان کو اپنے اجتہاد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر و ثواب ملے گا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیقؓ، پھر عمرؓ الفاروق پھر عثمانؓ بن عفان پھر علیؓ ابن ابی طالب پھر باقی عشرہ مبشرہ، پھر اہل بدر، پھر جو غزوہ احد میں شریک ہوئے پھر بیعت رضوان اور عقبہ اولی اور ثانیہ کی بیعت کرنے والے انصار پھر باقی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بھی عادل و فاضل ہیں رسولِ اکرم صلیّ اللہ علیہ وسلم کے کاتبینِ وحی میں سے ہیں۔ وہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین

خطاب امیر امارت اسلامی

قابل قدر اور محترم صحافی بھائیو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ہم یہاں امارتِ اسلامی صوبہ کنڑ افغانستان میں آپ کی تشریف آوری پر نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور آپ کو نہایت گرمجوشی سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ کچھ عرصہ پہلے یہاں کی ساری جہادی تنظیموں کی مشترکہ جدوجہد سے امارتِ اسلامی قائم ہوئی ہے۔ اور اس کے قیام کے درج ذیل مقاصد متعین کیئے گئے تھے۔

۱۔ استحکام جہاد۔

۲۔ امن کا قیام۔

۳۔ جہاد کی صفوں میں وحدت پیدا کرنا۔

۴۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف سازشوں کا انسداد۔

۵۔ اِن سب اہداف کا مقصد بالآخر اس فرمانِ الٰہی کی تعمیل ہے۔ جس میں مسلمان کا فریضہ واضح کرتے ہوئے بتایا گیا ہے۔ کہ

ومن لم یحکم بما انزل اللہ
فاولئک ہم الکافرون ۰
ومن لم یحکم بما انزل اللہ
فاولئک ہم الفاسقون ۰
ومن لم یحکم بما انزل اللہ
فاولئک ہم الظالمون ۰

اس طرح تیرہ سالہ جہاد کے نتیجہ میں اسلامی نظام کا نافذ کرنا شامل ہے۔ اب جبکہ پہلی دفعہ افغانستان کی سرزمین پر مجاہدین کی قربانیوں اور پختہ اسلامی شعور کے نتیجہ میں باقاعدہ انتخابات کے ذریعے ایک متحدہ اسلامی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ جس کی وساطت سے اسلامی تعلیمات کے مطابق شرعی قوانین کا نفاذ ہو چکا ہے۔ ساتھ ساتھ جہاد کو جاری رکھنا اور مجاہدین کی صفوں میں اتحاد کے لیے جدوجہد کرنا امن کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے۔

اس ادارہ کے قیام سے دنیا میں اسلام کی بالا دستی چاہنے والوں کی ذمہ داری اور بڑھ گئی ہے۔ یہ آپ حضرات بہتر طور پر جانتے ہیں کہ کس طرح اس مقدس مشن کو اپنے ذرائع ابلاغ میں جگہ دے کر اس متحدہ اسلامی ادارے کی خدمت کر سکتے ہیں ہم آپ کی وساطت سے سارے عالم اسلام کے علماء، دانشوروں، صحافیوں، قانون دانوں ماہرین اور فنی شخصیات کو یہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی آراء اور تجاویز سے امارتِ اسلامی کی تعمیر اور استحکام میں ہماری

مدد کریں تاکہ یہ ادارہ آپ کے نیک مشوروں سے مستقبل کے آزاد اسلامی افغانستان کے قیام کا پیش خیمہ بن جائے ۔ در حقیقت یہی آپ کا فریضہ اور جہاد ہے ۔

پاکستان کے مسلمانوں نے افغان مہاجرین اور مجاہدین کے ساتھ بہت مصائب برداشت کیئے ہیں ۔ اسلامی اخوت کی قابلِ تقلید مثالیں قائم کیں ہیں ۔ اس طرح سے اس ادارہ کی ترقی و استحکام کے لیے دوسروں کی بہ نسبت پاکستانی صحافی بھائیوں سے ہماری زیادہ توقعات وابستہ ہیں ۔

بعض عناصر امارتِ اسلامی صوبہ کنڑ افغانستان کو الگ مستقل ریاست کی کوشش قرار دے کر اس ادارہ کے خلاف غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

ہم نے بارہا واضح کیا ہے ۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ صوبہ کنڑ افغانستان کا جز اور صوبہ ہے ۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے ساتھ یہی صوبہ دیگر صوبہ جات کی طرح افغانستان میں شامل اور افغانستان سے اقتدارِ اعلیٰ کے تابع ہوگا ۔

اس خطہ سے اسلامی جہاد کا آغاز ہوا تھا ۔ سب سے پہلے یہی خطہ مکمل طور پر آزاد ہوا ۔ اور اس خطہ کے مسلمانوں کا مصمم ارادہ ہے کہ بالآخر اس ادارہ امارتِ اسلامی کے قیام سے افغانستان کا اسلامی تشخص بحال کر دیں گے ۔

میں اس موقع پر امارتِ اسلامی میں حزبِ اسلامی کی مجلس شوریٰ کے ارکان کی شمولیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں ۔ اس کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گذار ہیں ۔ کہ انہوں نے ان بھائیوں کو اپنے حلفیہ معاہدات کو ایفاء کرنے کی توفیق بخشی دی مسلمان ہونے کے ناطے ہماری اوّل و آخر کوشش یہی ہے کہ خدا کی زمین پر خدا کے قانون کی بالا دستی ہو ۔ ہم یہاں اسلامی قوانین کے نفاذ سے مسلمانوں کی اسلامی عظمت محفوظ دیکھنا چاہتے ہیں ۔

اس کے باوجود بھی اگر کوئی امارتِ اسلامی کے شرعی مقاصد غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ تو یہ اُس کی ذاتی اقتدار کی ہوس اور وہ غیروں کا آلہ کار ہوگا

ایک دفعہ پھر میں آپ کا یہاں آنے پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی آپ کنڑ کا دورہ فرمائیں گے امارتِ اسلامی آپ کو خوش آمدید کہے گی اور آپ کے لیے امارتِ اسلامی کے دروازے کھلے ہونگے ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس تکلیف اٹھانے کا اجرِ عظیم عطا فرمائے ۔

(آمین ثم آمین)

بین الاقوامی استعمار کی عظیم سازش

عالمی پریس میں کئی سالوں سے اس سازش کے بارے میں خبریں آرہی ہیں۔ مجلہ تکبیر نے بھی اس سلسلے میں سنسنی خیز انکشافات شائع کیئے تھے۔ عبیداللہ چترالی صاحب نے بھی اس بارے میں کئی پمفلٹ شائع کر کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگانے کی کوشش کی تھی۔

ابتداء

اسماعیلی فرقہ کے رہنما کریم آغاخاں، اس فرقے کے انچاسویں (۴۹) امام ہیں چونکہ ان کا شمار علوی نسل میں ہوتا ہے۔ اس لیے اسے پوری دنیا میں ایک بڑا مقام حاصل ہے۔ دنیا میں وہ ایک بے تاج بادشاہ ہیں۔ اگرچہ دنیا میں کوئی خطہ اس کے زیرِ نگین نہیں۔ لیکن اپنے مقام کی حیثیت سے دنیا میں اس کا استقبال بادشاہوں اور سربراہوں جیسا ہوتا ہے۔ پاکستان کے بنانے میں اس کے جد امجد "محمد آغاخاں" نے حِصّہ لیا تھا۔ اور اپنی دولت کا کافی حصہ صرف کیا تھا۔ اور اس نے محمد علی جناح بانیٔ پاکستان کی مدد کی تھی۔ اس لحاظ سے کراچی میں "اسماعیلی فرقہ" کے بڑے بڑے کارخانے اور تجارتی ادارے قائم ہوئے ہیں۔ ان کی اس مدد نے پاکستان کے اندر اسماعیلی دعوت کے لیئے راہ ہموار کی۔ اپنے مقاصد کے لیئے میڈیکل کالج، ہسپتال اور مدارس قائم کیئے۔ ایک نشر و اشاعت کا فعال ادارہ بھی بنایا۔ جو اسماعیلی تعلیمات نشر کرتا ہے۔ پہلے اسماعیلی فرقہ، باطنی فرقہ شمار کیا جاتا تھا۔ اس کی تعلیمات خفیہ "SECRET" تھیں لیکن اب تمام تعلیمات وہ کھلے بندوں نشر کرتے ہیں۔ اور مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اہلسنت والجماعت کو کئی نشریوں میں انہوں نے چیلنج بھی کیا اور ان کے امام کے ساتھ مناظرے کی دعوت بھی دی۔ اہلسنت والجماعت نے خاموشی اختیار کی۔ (خاموشی نیم رضا است)

اگرچہ کراچی شہر میں اس کام کے لیئے ماحول کسی حد تک میسر تھا۔ لیکن پھر بھی استعمار نے یہ پسند کیا کہ اس سازش کے لیے پاکستان سے باہر مرکزی دفتر کی بنیاد رکھی جائے۔ چنانچہ جنیوا میں "جلیون" یہودی (جو بین الاقوامی امور کے ماہر ہیں) کی نگرانی میں مرکزی دفتر قائم کر دیا گیا اس کے بہت سے ذیلی ادارے بھی ہیں۔

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ
سورۃ یوسف (۱۰۸)

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ مجلۃ توحید و جہاد

دعوت

رجب ۱۴۱۱ھ ، فروری ۱۹۹۱ء ، جلد: چہارم ، شمارہ: ۷ ، مسلسل: ۴۳

سرپرست
الشیخ جمیل الرحمٰن
امیر جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ، افغانستان

کلچرل کمیٹی جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ (اہلحدیث) - افغانستان

اس شمارے میں

۴ ـــ خلیج جنگ اور اُمّتِ مُسلمہ
۷ ـــ شبِ معراج اور بِدعات
۹ ـــ شیخ جمیل الرحمٰن ۔ عکس صوبہ کنڑ
۱۳ ـــ خلیج جنگ ـــ افکارِ پریشان
۱۹ ـــ اِسلام اور مُسلمان
۲۶ ـــ نظم
۳۰ ـــ عالمِ اِسلام ـــ سُلگتے مسائل
۳۳ ـــ اِسلام میں صحابہؓ کا مُقام
۳۷ ـــ خطاب ـــ امیر امارتِ اِسلامی
۳۹ ـــ بین الاقوامی اِستعمار کی عظیم سازش
۴۳ ـــ لینن گراڈ کے خطیب کا خط عالمِ اسلام کے نام
۴۵ ـــ امارتِ اسلامی کا ایک سال

مدیرِ اعلیٰ
اسحاق طور

قلمی معاونین

الشیخ غلام اللہ رحمتی

عبد الرحمٰن بخاری ○ سیّد اکرام الحق جاوید
اے۔آر مظہر ○ عبد الرحیم

ـــ ہمارے نمائندے ـــ

افغانستان : عبد الحمید شورش
سعودی عرب : فیضان اللہ
اسلام آباد : عفیف احمد
امریکہ : عبد الرحمٰن احمد
پشاور : غنیُ اللہ مُسلِم
برطانیہ : منوّر علی
لاہور : حماد شاکر
جرمنی : وائی ۔ ایم حمیم
کراچی : چوہدری ظہور احمد
ہالینڈ : عماد الدین بکری اسمٰعیل
کوئٹہ : عرفان مینگل
مظفر آباد : بشیر قریشی

زرِ تعاون

پاکستان میں	بیرونی ممالک کیلئے
ماہانہ : ۱۰ روپے	ماہانہ : ۲ ڈالر
سالانہ : ۱۰۰ روپے	سالانہ : ۲۰ ڈالر

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ اکاؤنٹ نمبر ۱۹۴۶۵، حبیب بنک، کینٹ صدر روڈ پشاور	الشیخ جمیل الرحمٰن، اکاؤنٹ نمبر ۵۵، حبیب بنک، کینٹ، صدر روڈ، پشاور

پتہ : ماہنامہ "دعوت" (اردو) ○ پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ پشاور ۔ پاکستان

ان میں سے ایک ادارہ کراچی اور دوسرا چترال میں ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کی براشخ "واخان" میں ہو۔

برطانیہ اور روس کا گٹھ جوڑ

برطانیہ اور دوسری استعماری طاقتوں کے مشورے اور باہمی اتفاق سے روس نے افغانستان کے صوبے بدخشاں کی ایک تنگ سی پٹی "واخان" کو ۱۹۸۰ء میں خفیہ معاہدے کے تحت روس میں شامل کر دیا۔

"واخان" ایک طرف سے روس، دوسری طرف سے چین اور پاکستان کے چترال سے ملا ہوا ہے۔ یہ ایک اہم حساس علاقہ ہے جہاں سے ہر طرف آسانی کے ساتھ پیش قدمی کی جا سکتی ہے۔

بین الاقوامی استعمار نے "اسماعیلی ریاست" کے دار الخلافہ کے لیئے "واخان" منتخب کیا۔ اور روس نے چھوٹے ہوائی اڈے تعمیر کیئے۔ سڑکیں کشادہ کیں اور ایک سو پچاس میل لمبے علاقے میں مواصلات کے جال بچھا دیئے۔ ٹیلیفون، ٹیلیکس اور جدید مواصلاتی نظام سے پورا علاقہ آراستہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر میزائلوں کے اڈے اور فوجی تنصیبات جدید بین الاقوامی معیار کے مطابق موجود ہیں۔ "واخان" کے بعض مکینوں کے پاس آزاد اسماعیلی ریاست کے نقشے بھی موجود ہیں جو گلگت، ہنزہ، آزاد کشمیر، چترال، واخان اور چینی صوبہ سنکیانگ (کا وہ حصہ جس میں اسماعیلی رہائش پذیر ہیں) پر مشتمل ہیں۔ پاکستان کے ایک سابق مرکزی وزیر نے چین کے دورے میں، سنکیانگ کے علاقے "پلچو" کے بارے میں چینی حکومت سے مذاکرات بھی کیئے تھے کہ یہ علاقہ بھی اسماعیلی ریاست کے لیئے ناگزیر ہے۔ کیونکہ اس کے باشندے اسماعیلی ہیں۔ وہ وزیر بھی اسماعیلی تھا۔

برطانیہ ہر سال کروڑوں روپے، آغا خاں چترال پراجیکٹ کے مرکزی دفتر جنیوا کو عطا کرتا ہے۔ دوسرے یورپی ممالک بھی، اپنے راز دانوں کے ذریعے اسی منصوبہ کے لیئے مناسب رقومات مہیا کرتے ہیں۔ افغانستان کے بہانے "بین الاقوامی مدد کا کافی حصہ شہزادہ صدر الدین آغا خاں، اس منصوبے کی نذر کرتا ہے۔

"واخان" کے بعض مکینوں نے بتایا کہ اس مقصد کے لیئے ایک خاص ملیشیا تیار کی گئی ہے۔ شمالی علاقہ جات کے اسماعیلی اور چترال میں اسماعیلی مدارس میں "اسماعیلی قومی ترانہ" بچے پڑھتے رہتے ہیں۔

دروش اور چترال میں اسماعیلی قوت اور منصوبے

چترال میں جنیوا کے مرکزی دفتر کے ذیلی ادارے کے پاس بے انتہا دولت ہے اور اس نے چترال، دروش اور واخان کے ساتھ ملحقہ علاقوں میں سڑکوں، پلوں اور مدارس کا جال بچھا دیا ہے۔ وہاں ہسپتال، ڈسپنسریاں قائم کی ہیں۔ جہاں مفت علاج اور مفت تعلیم کی سہولتیں موجود ہیں۔

چترال کے دفتر میں نہ صرف موٹر اور بسیں ہیں۔ بلکہ ہیلی کاپٹرز بھی

ہو تے ہیں تاکہ اسماعیلی پراجیکٹ کے کارکن آسانی کے ساتھ پہاڑی علاقوں میں سفر کر سکیں اور انہیں اپنے منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں دیر نہ لگے۔ شمالی علاقے کے نوجوان جاہلوں کو گمراہ کرنے کے لیئے اور اسماعیلی بنانے کے لیئے علاقہ میں رقص و سرود کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ جس میں اسماعیلی اور دیگر عورتوں کی بہتات سے محافل کو پرکشش بنایا جاتا ہے۔

تقریبًا ۱۲ سال پہلے راقم الحروف کو مولوی عبیداللہ چترالی صاحب نے چترال اور دروش میں اسماعیلی ارتداد کے دل خراش واقعات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے پاکستان کی مرکزی اسمبلی کے ممبر حضرات کو یادداشتیں پیش کیں۔ اس کے نتیجے میں وہاں کے علماء کو تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔ ان کے اوپر فرضی مقدمات قائم کیئے انہیں ڈرایا دھمکایا تاکہ وہ چترال چھوڑ دیں اور اسماعیلوں کو آزادی سے اپنا کام کرنا آسان ہو جائے مالدار اسماعیلی لوگوں کو حکومت میں بھی بہت سا نفوذ ہے اور ارباب حکومت کے ساتھ ان کے اچھے تعلقات ہوتے ہیں۔ لہذا جو مولوی حضرات اسلامی حمیّت و غیرت سے آواز اٹھاتے ہیں انہیں دبا دیا جاتا ہے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مولوی عبیداللہ صاحب اور دیگر علمائے کرام کے جہاد سے چترال کے عوام کو فتنہ ارتداد سے دور رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دیں۔

اسماعیلیوں کی تعداد

۱۔ "واخان" اور اس کے ساتھ ملحقہ سرحدی علاقہ میں ۶۰ فیصد سے زیادہ اسماعیلی ہیں۔

۲۔ ہنزہ میں ۹۰ فیصد سے زیادہ اسماعیلی ہیں۔

۳۔ گلگت میں ۷۰ فیصد امامیہ اور اسماعیلیہ شیعہ ہیں۔

۴۔ دیامیر میں ۲۵ فیصد سے زیادہ اسماعیلی ہیں۔

۵۔ چترال کی تحصیل مستوج میں ۹۰ فیصد اور لکھو تحصیل میں تقریبًا سو فیصد اسماعیلی ہیں۔ دروش میں اسماعیلیوں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے جبکہ اس وقت ۴۰ فیصد اسماعیلی موجود ہیں۔

۶۔ پشاور میں اسماعیلی ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں۔ یہاں بھی ان کی مناسب تعداد موجود ہے۔ سناروں میں اکثریت اسماعیلی ہے اور اب سادہ لوح مسلمانوں کا خون جمع کرکے (فاطمید خون فاؤنڈیشن "FATIMEED BLOOD FOUNDATION" جمرود روڈ پشاور ارباب روڈ کے قریب ہے) اسماعیلی ہسپتالوں کو مہیا کیا جاتا ہے۔ سربازار یہ دھندہ ہو رہا ہے لیکن مسلمان حضرات ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

۷۔ لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد اور پنجاب کے دیگر شہروں میں بھی ان کی تعداد پہلے سے زیادہ ہے۔

۸۔ حیدرآباد سندھ کا ایک شہر ہے جس میں ہزار خاندانوں سے زائد اسماعیلی ہیں۔

۹۔ کراچی شہر اور ملحقہ علاقوں میں ۸۰ ہزار سے زائد اسماعیلی خاندان موجود ہیں۔ وہاں افریقی ممالک یوگنڈا وغیرہ کے ہزاروں اسماعیلی مہاجرین بھی آباد ہو چکے ہیں۔

۱۰۔ سکھر، ٹنڈو آدم، لطیف آباد، لاڑکانہ میں بھی بہت سے با اثر اسماعیلی خاندان رہائش پذیر ہیں

پاکستان میں اسماعیلی ادارے

۱۔ مسلم کمرشل بینک
۲۔ آغا خاں میڈیکل کامپلیکس کراچی۔
۳۔ آغا خاں میڈیکل کالج کراچی
۴۔ آغا خاں چترال پراجیکٹ
۵۔ فاطمید بلڈ فاؤنڈیشن
۶۔ کراچی صنعتی علاقے میں متعدد کارخانے اور جدید اداروں کے قیام کے لیئے اسماعیلی ٹرسٹ اور اسماعیلی خاندانوں کی کوششیں جاری ہیں۔

مسلمان رہنماؤں اور اسلامی رفاہ عامہ کے اداروں کی بے حسی

چترال اور شمالی علاقہ جات کے غیور علماء نے اس فتنہ ارتداد کے انسداد کے لیئے مسلمان رہنماؤں کے دروازوں پر دستک دی۔ ان سے ملاقاتیں کر کے دلخراش حالات سے باخبر کر دیا۔ کسی مسلمان رہنما نے تاحال کوئی قابل ذکر کارنامہ انجام نہیں دیا

عالم اسلام کے رفاہ عامہ کے اداروں سے بھی درخواستیں کی گئیں۔ تاحال کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ راقم الحروف نے تقریباً ۸ سال پہلے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے مرکزی عمائدین سے مطالبہ کیا کہ وہ چترال شہر اور کافرستان "رومبور" شہر میں اسلامی مرکز قائم کریں اور وہاں کے غریب عوام کے لیئے مدارس، ڈسپنسریاں، مساجد اور دیگر سہولتوں کا اہتمام کریں۔ ایک بڑے داعی جمال احمد بھائی نے چترال اور کافرستان کا دورہ بھی کیا۔ اور ہم ابھی تک اس علاقے میں اسلامی مراکز کے دیکھنے کو ترستے ہیں۔

خدا کرے رابطہ عالم اسلامی، اور دیگر اسلامی ادارے اس فتنہ کے سدباب کے لیئے علماء چترال کے ہاتھ مضبوط کریں اور وہاں قرآن و سنت کی تعلیم عام کرنے کے لیئے اسلامی مراکز قائم کریں۔ پاکستان کے اسلامی ادارے اور اسلامی تنظیموں کے عمائدین سے بھی درخواست ہے کہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

اسماعیلی فرقے کا تعارف

اسماعیلی فرقہ ایک شیعی فرقہ ہے۔ جو امام موسیٰ کاظم، اسمٰعیل بن جعفر صادق کو امام مانتا ہے۔ فرقہ امامیہ کے بارہ امام ہیں۔ ان کا آخری امام محمد المہدی تھا۔ جو ان کے عقیدے کے مطابق سامراء میں روپوش ہوا۔ وہ ان کا بارہواں امام ہے۔ اور ان پر امامت ختم ہو گئی۔ جبکہ اسماعیلی فرقہ کے نزدیک امامت کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ کراچی کے اسماعیلی مرکز نے جو عقائد نشر کیئے۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ کلمہ:۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول

باقی ص ۴۸

لینن گراڈ کے خطیب کا خط عالم اسلام کے نام

لینن گراڈ روس کا ایک اہم شہر ہے۔ وہاں مسلمانوں کی آبادی کافی ہے۔ لینن گراڈ کے مرکزی مسجد کے خطیب اور امام عبدالحفیظ محمد ولی المحمودی کا خط قارئین کے لیے پیش خدمت ہے۔ جس سے وہاں کے مسلمانوں کی حالتِ زار کا پتہ چل سکتا ہے۔ اور "ترقی پسند" (جعلی نام کے) مولویوں کی آنکھیں اس خط سے کھل جانی چاہئیں۔ خط کا متن درج ذیل ہے۔

پروردگارِ عالم کے لیئے حمد وثنا اور رسولِ اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کے بعد اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ وہ عالمی اداروں کے ذریعے، لینن گراڈ سے ہماری ہجرت آسان کرنے کے لیئے کوشش کریں ہماری بدحالی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تقریباً پندرہ سال سے (۱۹۷۴) میرے اور میرے خاندان والوں پر متواتر ظلم، دہشت گردی، مار پیٹ، تحقیق، اور جیل خانوں میں بند کرنے، اور کبھی دماغی امراض کے ہسپتالوں میں قید کرنے کے مظالم ڈھائے جارہے ہیں۔ یہ تمام مظالم کیمونسٹوں کی طرف سے ہیں۔ کبھی ہمیں گھر سے نکالا جاتا ہے اور انسانی زندگی کے تمام حقوق سے محروم کردیا جاتا ہے۔ میری کہانی یوں ہے۔

میں ایک عالم دین ہوں۔ بخارا کے اسلامی انسٹیٹیوٹ سے ۱۹۶۶ء میں گریجویشن کی ڈگری حاصل کی۔ پھر مختلف دینی مناصب پر کام کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے ترقی مل گئی اور میں سائبیریا اور سوویت یونین کے یورپی علاقہ کے مسلمانوں کے دینی محکمے میں نائب مفتی مقرر ہوا۔ پھر لینن گراڈ شہر کی مرکزی مسجد کا امام اور خطیب ۱۹۷۲ء میں مقرر ہوا۔ پھر کیمونسٹوں نے ۱۹۷۴ء میں مجھے اپنے منصبِ امامت وخطابت سے معزول کر کے بمعہ اہل وعیال گھر سے نکال کر گلی میں رہنے پر

مجبور کر دیا۔ وہ مجھے کمیونسٹ کافر بنانا چاہتے تھے جس سے میں نے انکار کیا۔ اور میں نے انٹیلی جنس میں ان کا ایجنٹ بننا منظور نہیں کیا اور انہوں نے سزا کے طور پر میرے اور میرے گھر والوں پر وحشیانہ مظالم کیئے اور تمام انسانی حقوق سے محروم کر دیا۔ انہوں نے ہمیں بھوکا رکھا، اور روس کی دفعہ ۳۲ کے تحت ہمارے خلاف جھوٹا مقدمہ قائم کر دیا کہ ہم منشیات کا کاروبار کرتے ہیں۔ اور منظم طریقے سے کمیونسٹ ہماری مار پیٹ کا انتظام کر کے نماز باجماعت کے وقت، تمام لوگوں کے سامنے میری اور خاندان والوں کی بے عزتی کرتے تھے۔ کبھی ہمیں قید خانے (جیل) لیجاتے تھے۔ پولیس والے زخمی کر کے ہمیں ایجنٹ بنانے پر مجبور کرتے تھے۔ کبھی دماغی امراض کے ہسپتالوں میں لے جاتے تھے۔ کبھی میری بیوی کو پکڑ کر اس کو قید خانے میں بند کر دیتے تھے تاکہ اس کے ذریعے مجھے کمیونسٹوں کے لیے ایجنٹ بننے پر مجبور کر سکیں۔ پھر انہوں نے میری بیوی کے نازک جسم پر کیمیائی زہریلی مواد ڈال کر اس کو ستایا۔

وہ میری بیوی کو اکساتے تھے کہ اپنے شوہر کو راضی کرو ہم آپ کو اونچا عہدہ عطا کریں گے، اعلیٰ مکان دلوائیں گے اور آپ کے بچوں کو اعلیٰ تعلیم سے آراستہ کریں گے۔ ورنہ آپ کو بمعہ خاندان لینن گراڈ شہر سے جلاوطن کر دیں گے۔ میرے خاندان کے سات افراد میرے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔ جن میں سے ایک میری والدہ صاحبہ ہیں۔ جس کی عمر ۹۷ سال ہے۔

ہمارے خلاف کمیونسٹوں کے جرائم میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ پولیس والے گھر کا دروازہ توڑ کر زبردستی گھر میں داخل ہو جاتے ہیں اور ہمارے گھر کی تلاشی لیتے ہیں۔ پھر ہمارے باورچی خانہ میں داخل ہو کر وہاں سے چھری اٹھاتے اور میری بیوی کو مار مار کر لہو لہان کر دیتے ہیں۔ اس پر جھوٹا مقدمہ قائم کرتے ہیں کہ میری بیوی نے پولیس کے سپاہی کو چھری سے مارا ہے وہ بے رحمی سے اسے اس قدر مارتے ہیں کہ وہ بیہوش ہو جاتی ہے۔

۲۔ سی آئی ڈی کے لوگ ہمارے گھر کی کھڑکیوں کو پتھر مار مار کر توڑتے ہیں تاکہ ہم لینن گراڈ کی شدید سردی کے سبب مختلف امراض کا شکار ہو جائیں

۳۔ پولیس نے میری دینی کتابوں کی لائبریری تباہ کر دی ہے۔

۴۔ کمیونسٹ حکومت کے ایجنٹ مولویوں کے ذریعے مسجدوں میں ہمارے خلاف عوام میں پرچار کرتے ہیں کہ ہم ناجائز طریقے سے منشیات کا کاروبار کرتے ہیں تاکہ عوام کو ہمارے خلاف اکسایا جائے۔

۵۔ پولیس نے اپنی گاڑی کے ذریعے میری بیٹی رحیمہ اور میرے بیٹوں، جمال الدین اور ضیاء الدین کو زخمی کر دیا ہے۔ اور بہت مار پیٹ سے ان کی ہڈیاں توڑ ڈالیں ہیں۔

باقی ص ۴۷

امارتِ اسلامی کا ایک سال

ابو ریحان صدیقی

وادی کنڑ افغانستان کے مشرقی صوبوں میں سے ایک ہے جو پاکستانی سرحد پر واقع ہے۔ اور اس کی سرحدیں پاکستانی قبائلی علاقوں مہمند، باجوڑ ایجنسی اور ضلع چترال سے ملتی ہیں۔ افغانستان میں رواں موجودہ تحریک جہاد کا آغاز اسی صوبے سے سردار محمد داؤد خان کے دور میں ہوا تھا۔ جو نام نہاد انقلاب ثور کے بعد پورے افغانستان تک وسعت اختیار کر گیا۔ افغانستان پر روسی جارحیت کے بعد اس تحریکِ مزاحمت میں شدت آگئی اور بالآخر روسی فوجیں افغانستان سے نو سال بعد ذلت و رسوائی سے نکل گئیں۔

روسی پسپائی کے بعد سب سے پہلے جس صوبے کو آزادی نصیب ہوئی وہ بھی وادی کنڑ ہے۔ آزادی کے بعد اس صوبے کے مجاہدین نے ایک متحدہ انتظامیہ تشکیل دینے کی کوشش کی تاہم بعض فروعی اور جزوی اختلافات کے باعث مختلف مجاہد تنظیموں نے الگ اور اہلِ حدیث تنظیم جماعت الدعوۃ الیٰ القرآن والسنۃ نے صوبے کے لیے الگ انتظامیہ تشکیل دی یوں یہ صوبہ ایک سال تک دو مختلف متوازی حکومتوں کے زیرِ اثر چلتا رہا۔

ایک سال بعد صوبے سے تعلق رکھنے والے مجاہدین ایک متحدہ شوریٰ اور حکومت کے قیام کے لیے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر انتخابات کے انعقاد پر متفق ہوئے۔ اس طرح گذشتہ سال یہ انتخابات منعقد ہوئے تمام تر جدید اسلحہ کی موجودگی کے باوجود یہ انتخابات پر امن فضا میں منعقد ہوئے۔ لیکن بعض گروپوں اور تنظیموں نے جزوی اختلاف کی بنا پر اس کے نتائج تسلیم نہ کیئے۔ انتخابات کے بعد کچھ عرصے تک پھر مذاکرات اور مشورے ہوئے اور پھر باہمی مشاورت سے "امارتِ اسلامی" کے نام سے ایک اسلامی حکومت قائم کر دی گئی۔ جس کے سربراہ اہل حدیث تنظیم جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کے امیر مولوی جمیل الرحمان منتخب ہوئے جبکہ ان کی پارٹی کے قاضی احسان اللہ گورنر اور حاجی روزی پارلیمنٹ (شوریٰ) کے سپیکر منتخب کر لئے گئے۔ انتخابات میں حاصل کردہ ووٹوں کی بنیاد پر دیگر تنظیموں کو شوریٰ میں نمائندگی دی گئی۔ البتہ حزب اسلامی (حکمتیار) سے تعلق رکھنے والے صوبہ کنڑ کے مجاہدین اس انتظامی

ڈھانچہ سے باہر رہے ۔

امارتِ اسلامی صوبہ کنڑ کے قائم ہونے کے ایک سال بعد اور عبوری افغان حکومت کے قائم ہونے کے دو سال بعد جبکہ پشاور میں عبوری افغان حکومت کے دفاتر جنوری ۱۹۹۱ء کے تیسرے عشرے میں بند ہو رہے تھے ۔ صوبہ کنڑ کی امارتِ اسلامی مزید مستحکم ہو گئی اور صوبے میں موجود بارہ پارٹیوں اور چھوٹے گروپوں کی مشترکہ حکومت سے باہر واحد پارٹی حزبِ اسلامی (حکمتیار) کے صوبہ کنڑ کی شوریٰ کے ارکان نے بھی اس میں شمولیت کا اعلان کر دیا ۔

اسلام آباد اور پشاور سے تعلق رکھنے والے صحافیوں کے ایک وفد کی موجودگی میں حزبِ اسلامی کے نمائندوں نے کنڑ کے دار الحکومت اسد آباد (چغہ سرائے) کے گورنر ہاؤس میں ایک سادہ پر وقار تقریب میں اپنی باقاعدہ شمولیت کا اعلان کیا ۔ تقریب سے حزبِ اسلامی کے شہید اللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ افغانستان میں جہاد کا آغاز سب سے پہلے صوبہ کنڑ سے کیا گیا اور یہ جہاد اسلامی نظامِ حکومت کے قیام کے لیے شروع کیا گیا تھا ۔ اب جبکہ سب سے پہلے یہی صوبہ آزاد ہوا ہے اور یہاں تمام تنظیموں کے مجاہدین کے اشتراک سے متناسب نمائندگی کی بنیاد پر منعقدہ انتخابات کے نتیجے میں "امارتِ اسلامی" کے نام سے ایک اسلامی حکومت قائم ہو گئی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس حکومت کو مضبوط و مستحکم کرنا اور پورے افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے لیے ایک پختہ بنیاد فراہم کرنے کے لیے اس کا ساتھ دینا ضروری ہے ۔

سوالوں کے جواب دیتے ہوئے حزب اسلامی کے نور محمد مجیدی نے کہا کہ وہ حزبِ اسلامی میں مختلف عہدوں پر کام کر رہے ہیں اب اگر امارت اسلامی کے امیر ہم سے امارت میں کام لینا چاہیں تو ہم ادھر کام کریں گے ۔ اور اگر تنظیم میں بدستور کام کی ہدایت کریں تو اُدھر کام کریں گے ۔

اس تقریب میں امارتِ اسلامی کی پارلیمنٹ کے سپیکر حاجی روزی نے اور بعد میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے امارت اسلامی کے سربراہ مولوی جمیل الرحمٰن نے امارتِ اسلامی میں ان کی شمولیت کا خیر مقدم کیا ۔

مولوی جمیل الرحمٰن نے بتایا کہ صوبہ کنڑ میں ان کی حکومت نے چھ ہزار تربیت یافتہ فوج اور امن و امان برقرار رکھنے کے لیے دو ہزار تربیت یافتہ پولیس فورس قائم کر دی ہے ۔ تمام ضلعوں اور تحصیلوں میں امارت کے تحت مقامی انتظامیہ تشکیل دی ہے ۔ اور شرعی عدالتیں قائم ہیں ۔ انہوں نے بتایا کہ کنڑ میں ڈاکوؤں کے خلاف کارروائیاں کر کے ان کا صفایا کر دیا گیا ہے ۔ شرعی عدالتوں سے تنازعات اور مقدمات جلدی نمٹائے جاتے ہیں ۔ حدود کے شرعی قوانین کے تحت ایک مرد اور ایک عورت کو سنگسار (رجم) کر دیا گیا ہے ۔ قتل کا جرم ثابت ہونے پر چند افراد کو مقتولین کے ورثاء کی طرف سے معافی نہ ملنے پر گولی سے ہلاک (قصاص) کر دیا گیا جبکہ قتل کے بعض مقدمات زیرِ سماعت ہیں ۔

مولوی جمیل الرحمٰن نے بتایا کہ اسلامی شریعت کے مطابق سزاؤں کے نفاذ سے پورے صوبے میں امن وامان ہے اور یہی وجہ ہے کہ لواری ٹاپ برف باری کے باعث بند ہونے کی وجہ سے پاکستان کے ضلع چترال کے باشندے کنڑ کے راستے ملک کے دیگر حصوں سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں اور دن رات ان لوگوں کی کھلے عام ناداپاس اور ارندو کے درمیان ان کی آمد و رفت جاری ہے اور کہیں پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔

افغان راہنما کی ان باتوں کی تصدیق پاکستان سے جانے والے صحافیوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر کی۔ صوبہ کنڑ میں امارتِ اسلامی کو قائم ہوئے ایک سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ جس میں امن وامان قائم کرنے کے ساتھ ساتھ جہاد کے استحکام اور نظم و ترتیب کا کام بھی جاری ہے۔ تعلیم و تربیت کے لیئے ڈیڑھ سو چھوٹے بڑے مدارس قائم کیئے گئے ہیں۔ زرعی نظام درست کرنے کے لیئے زرعی نہروں اور نالوں کو درست کیا جارہا ہے۔ سڑکوں اور پلوں کی تعمیر بھی جاری ہے۔ تاہم افغانستان کے دوسرے علاقوں کی طرح لاکھوں بارودی سرنگوں کو ناکارہ بنانے تباہ شدہ زمینوں کو قابل کاشت بنانے اور ویران وکھنڈر آبادیوں کی تعمیر و مرمت کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے جس میں کئی سال لگ سکتے ہیں۔ اور جس کو تیزی سے آگے بڑھانے کے لیے عالمی امدادی اداروں اور عالمِ اسلام کے تعاون و مدد کی اشد ضرورت ہے۔ نیز مقامی مہاجرین کو بھی آزاد علاقے میں واپس جاکر تعمیر و ترقی کے کاموں میں شامل ہونا چاہیئے۔ البتہ مہاجرین کی واپسی سے قبل ان کی خوراک و رہائش کا انتظام ہونا چاہیئے۔

بقیہ صفحہ ۴۲

۶۔ کمیونسٹ لیڈروں مثلاً میدویدیف، زایکوف، رمانوف، سولوفیوف، براکو فیف، اونودیکوف کے احکامات پر مجھے، میری بیوی اور میرے تمام خاندان والوں کو جھوٹے مقدمات میں پھنسا کر بے پناہ اذیتوں سے دوچار کر رکھا ہے

اس لیے میں پوری دنیا کے مسلمان بھائیوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ عالمی اداروں کے ذریعے کمیونسٹ ملک روس سے ہماری ہجرت کا انتظام کردیں اور ہمیں مصیبتوں سے نجات دلانے میں ہماری مدد کریں۔

کمیونسٹ نظام "ادیان کے خلاف" نظام ہے اور وہ کسی دین کا قائل نہیں اس کے باوجود لطف کی بات یہ ہے۔ کہ وہ مساجد میں ایسے ایجنٹ اماموں اور خطیبوں کو مقرر کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو صحیح دین سے گمراہ کردیں۔ اور یہ امام مسلمانوں کے خلاف، کمیونسٹ حکومت کے جاسوس ہوتے ہیں۔

منجانب :۔ عبدالحفیظ محمد ولی المحمودی
امام و خطیب مرکزی مسجد لینن گراڈ
سوویت یونین (روس)

بشکریہ مجلہ ہفت روزہ المجتمع الکویت
نشریہ ۱۰ر جولائی ۱۹۹۰ء شمارہ ۹۷۳ اکیسواں سال

بقیہ صـــ ۳۶

بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں شام کو فتح کرنے میں ان کا اور ان کے بھائی یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا بڑا ہاتھ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کا گورنر بنایا سـ ۴۱ ھ میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما ان کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوئے۔ اور تمام مسلمانوں نے انہیں اپنا خلیفہ تسلیم کیا۔

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو گالی دینا کفر ہے۔

صحابیات میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا بہت بڑا مقام ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالی دینا (جیسے شیعہ انہیں گالی دیتے ہیں) اہل علم کے نزدیک کفر ہے۔ کیونکہ ان کو گالی دینا قرآن کریم کی تکذیب ہے۔ سورۃ النور میں ان کی فضیلت کے بارے میں آیات موجود ہیں اور باقی امہات المؤمنین کو گالی دینا اس کے اوپر قیاس ہے۔ اس لیے اہل علم کے اصح قول کے مطابق کسی ام المؤمنین کو گالی دینا کفر ہے۔

(شرح لمعۃ الاعتقاد صـــ ۱۰۶)
للشیخ محمد الصالح العثیمین

بشکریہ المجاہد

بقیہ صـــ ۴۲

اللہ علیٰ اللہ۔

اس کلمے کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ علی (العیاذ باللہ) اللہ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں۔

۲۔ جو شخص بارہ ہزار روپے اسماعیلی جماعت خانے کو ادا کرے تو عمر بھر کی عبادات، نماز روزہ وغیرہ اس کے لیے معاف ہے۔

۳۔ روزہ دل کا ہوتا ہے کھانے پینے وغیرہ سے نہیں ٹوٹتا تاہم سحری سے چاشت تک کھانے پینے سے گریز کرنا بہتر ہے۔

۴۔ خدا امام میں حلول کرتا ہے۔ اس لیئے امام کو سجدہ کرنا فرض ہے۔ کیونکہ وہ سجدہ خدا کے لیئے ہوا۔

شیخ ابن باز کا فتوی

چند سال پہلے اسماعیلی مرکز کراچی کے چھپے ہوئے عقائد کے اشتہار کو سعودی عرب کے مفتی شیخ ابن باز صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا انہوں نے ایسے عقیدے والے اصحاب کو کافر قرار دیا۔ (یہ لوگ بغیر کسی شک کے کافر ہیں) یہ فتوی عبید اللہ چترالی صاحب کے پاس موجود ہے۔

بشکریہ المجاہد

درسِ حدیث

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُشِیْرُ بِیَدِہٖ یَؤُمُّ الْعِرَاقِ۔ ھَا اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا۔ ھَا اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا۔ ھَا اِنَّ الْفِتْنَۃَ ھٰھُنَا۔ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ حَیْثُ یَطْلَعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔

(مسند احمد اتحاف الجماعۃ ص ۱۱۲)

حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو دیکھا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے ہاتھ سے عِراق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: کہ خبردار! یہاں فِتنہ ہے۔ فِتنہ ہے۔ فِتنہ ہے۔ یہ الفاظ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے تین مرتبہ کہے۔ یہ بھی فرمایا کہ یہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

خلیج جنگ اور اُمّتِ مسلمہ

اداریہ

اندیشوں کے عین مطابق بالآخر خلیج میں جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی اور اب امّتِ مسلمہ اس کی لپیٹ میں آکر سلگ رہی ہے۔ اگرچہ بظاہر اِسے کویت پر عراق قبضہ سے تعبیر کیا جائے گا لیکن درحقیقت اِس کی فکر اور جڑیں بہت گہری ہیں۔ کویت ایک آزاد خود مختار مسلم ملک تھا، گذشتہ چند ماہ سے پہلے عراق اور اس کے درمیان کوئی سنجیدہ جھگڑا نہ تھا لیکن پھر دیکھتے ہی دیکھتے تلخیاں بڑھتے بڑھتے جنگ کا عنوان بن گئیں۔ اِسے سمجھنے کے لیئے ہمیں ماضی کے دریچوں میں جھانکنا ہوگا وہ یوں کہ عراقی صدر صدام بعث پارٹی کا سرخیل ہے اور یہ پارٹی اِسلام کی بجائے غیر اسلامی افکار سے عبارت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پارٹی جہاں بھی بر سرِ اقتدار آئی وہاں اِسلام کے شیدائیوں پر آفتیں نازل ہوئیں۔ اخوان المسلمین کو اگر فراموش بھی کر دیا جائے تو ایران عراق جنگ کی تباہ کاریاں کیونکر بھلائی جا سکتی ہیں۔ ایران میں اسلامی انقلاب اگرچہ شیعی انقلاب تھا لیکن اس پر اسلام کی چھاپ صدام کو ہرگز گوارا نہ تھی اِس لیئے وہ ایران سے اُلجھ پڑا اور امّتِ مسلمہ کی تمام تر کوششوں کے باوجود آگ سے کھیلتا رہا۔ افغانستان مسلسل بارہ برس کیمونزم کی سُرخ آندھی میں جھلستا رہا مگر صدام کے ماتھے پر بل نہ آیا اور کشمیری مجاہدین اور عوام بنیئے کے ظلم و ستم سہہ رہے ہیں تو صدام کو محض کلمۂ خیر کہنے کی توفیق بھی نہ ہوئی۔ کیا ایسی پارٹی یا ایسا شخص جو اسلامی رشتوں کو تسلیم ہی نہ کرتا ہو اس سے اُمّت مسلمہ کو کسی خیر کی توقع ہو سکتی ہے۔

کویت قبضہ کے پس منظر میں بھی صدام کا یہی غیر اسلامی کردار کار فرما ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ کویت نے آڑے وقت میں ہمیشہ مجاہدینِ اسلام کی بھرپور مدد کی ہے۔ اس نے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے تمام وسائل وقف کر رکھے تھے، فلسطین، افغانستان اور کشمیر میں کویتی امداد سے انکار کیونکر ممکن ہے۔ دراصل اسلام کی اٹھتی ہوئی لہروں سے بعث پارٹی کے محلات لرزنے لگتے ہیں اسی سوچ اسی فکر نے صدام کو کویت سے ٹکرا دیا ایسے لوگوں کے لیئے حقائق کچھ معنی نہیں رکھتے بھونڈے جواز کے لیے انکے مکروہ عزائم ہی کافی ہوتے ہیں۔ ابتداء میں دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیئے کہا کہ عراقی حدود میں تیل کے چشموں سے کشید کرنے والے تیل کی رائلٹی عراق کو ملنی چاہیئے۔ کویت تو اپنی حدود میں محدود تھا اِس لیئے اُس نے یہ ناجائز مطالبہ رد کر دیا، جب صدام دھمکیوں پر اُتر آیا تو دوستوں نے مذاکرات کی میز پر لا بٹھایا، صدام جانتا تھا کہ ثالثی کی صورت میں اس کے پلے کچھ نہ پڑے گا اِس لیئے آگے بڑھ کر بزور کویت پر قبضہ کر لیا اور راگ الاپنے لگا کہ ماضی

عبادت کی رُوح اخلاص اور اسکے ثمرات

اَلْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ (الحدیث)

اخلاص اس درجے کا ہو کہ تُو عبادت کرتا ہُوا خُدا کو دیکھ رہا ہو اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر یہ تو تصوّر رکھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے ذرا غور تو کرو تم کس کے دربار میں کھڑے ہو۔ دُنیا کے بادشاہوں کے سامنے عاجزی اختیار کرتے ہو لیکن وہ تو احکمُ الحاکمین ہے تمہارا خشوع وخضوع اُسکے شایانِ شان ہو۔ تمہارا رُواں رُواں سراپا استغفار بن جائے۔ تمہاری زبان اُس کی تسبیح وتقدیس سے تر اور تمہارے دل کھُلے اور چھُپے گناہوں کے معترف ہوں۔

ایک کمزور کیلئے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ طاقتور کے آگے ہتھیار ڈال دے۔ انسان کی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے دل میں جو بھی پلان تیار کرتا ہے یا جو بات اُسکے حاشیۂ خیال میں بھی آتی ہے یا دل کے کسی گوشے میں نہاں ہوتی ہے۔ وہ قادرِ مطلق اُسے جانتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِہٖ نَفْسُہٗ۔ ۵۰/۱۶

اور ھم نے ہی انسان کو پیدا کیا اور ہم خوب جانتے ہیں اُن وسوسوں (تک) کو جو اُس کے جی میں آتے رہتے ہیں وہ بادشاہ ہے شہنشاہ ہے۔ مالک یوم الدّین ہے پھر اُس سے بخشش کیوں نہیں مانگتے۔

میں کویت عراق کا حصہ رہا ہے اِس لیئے اب کویت عراق کا صوبہ شمار ہوگا جس سے واپس چلے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ تاریخ آشنا لوگ خوب جانتے ہیں کہ اگر صدام کی یہ طفلانہ دلیل تسلیم کرلی جائے تو پھر موجودہ دنیا کا کوئی ایک ملک بھی اپنی حدود میں قائم نہیں رہ سکتا ۔ خود عراق کو بھی خلافتِ عثمانیہ کے جانشین ترکی کا صوبہ بننا ہوگا ۔ صدام کی لغویات پر کسی نے کان نہ دھرے اور اقوامِ عالم نے عراقی قبضہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ، اسلامی ممالک ، غیروابستہ دنیا نیز سبھی نے صدام کو کویت خالی کرنے کا کہا لیکن وہ صدام ہی کیا جو اسلامی رشتوں یا حقائق کا احترام کرے ۔ صدام کی جھوٹی انانیت نے اقوامِ متحدہ کی قراردادِ مذمت کو رد کر دیا تو بات اقتصادی پابندیوں تک پہنچی اسی دوران صدام نے رُخ بدلا اور سعودی عربیہ پر بھی دانت پیسنے لگا ۔ اقتصادی پابندیاں بوجوہ ناکام ہوئیں تو اقوامِ عالم کے پاس صرف ایک ہی راستہ باقی تھا کہ عراق کو بزور کویت خالی کرنے پر مجبور کیا جائے اور اس کے لیے جنگ ناگزیر تھی ۔

سفارتی کاوشوں کا بازار گرم ہوا ، صدام کے اِکّا دُکّا دوستوں نے بھی زور مارا لیکن "ڈھاک کے وہی دو پات" ۔ صدام کی عقل پر تو پتھر پڑ گئے تھے ورنہ وہ سوچتا غیر مسلم تو خیر غیر ہوئے کوئی ایسا مسلم ملک بھی ہے جو اس کا حامی ہو ۔ ہاں اسے اسی لمحہ یاد آیا کہ عرب اور مسلم دنیا کے جذبات کو ابھارنے کے لیئے فلسطین کو شامل کر لینا چاہیئے ۔ امریکہ ، اسرائیل کے خلاف یہ نعرہ دلفریب تو تھا لیکن اب سب جان چکے تھے کہ یہ تو محض ایک بہانہ ہے ورنہ صدام نے اب تلک فلسطین کے لیے کیا تیر مارا تھا ۔ یہ تو عجیب منطق ہوئی کہ اسرائیل سے بیت المقدس واپس لینے کے لیئے برادر ملک پر قبضہ جما لیا جائے ۔ غیرت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ براہِ راست اسرائیل پر حملہ کرتا ۔ کوئی بھی مسلم ملک ایسا نہ بچتا جو اُس کے شانہ بشانہ ساتھ نہ ہوتا لیکن اِس کے لیئے اسلامی شعور و ادراک کی ضرورت ہے جو بعث پارٹی کے نصیب میں نہیں ۔ جب صدام کی ہٹ دھرمی قائم رہی تو اقوامِ متحدہ نے تقریبًا متفقہ رائے دی کہ عراق کو بزور کوئت سے چلتا کیا جائے اور مزید مہلت کے لیئے اُسے پندرہ جنوری کی ڈیڈ لائن دے دی ۔

ڈیڈ لائن ملتے ہی صدام آگ بگولہ ہو کر سعودی عرب پر برسنے لگا اور اسے سبق سکھانے کی باتیں کرنے لگا اُس کی زبان سے دراصل بعث پارٹی کا منشور بول رہا تھا ۔ کوئت کے علاوہ سعودی عربیہ ہی وہ مسلم ملک ہے جو دنیا بھر میں اسلامی تحریکوں کا منبع ہے ، جہادِ افغانستان جہادِ کشمیر غرض یورپ ، افریقہ ، ایشیا ہر جگہ اسلامی کاز کے لیئے اس کی بھرپور مدد سے غیر اسلامی اذہان خائف رہتے ہیں ۔ اگر صدام کی یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ "سعودی عربیہ امریکہ کا معاون کار ہے" تو کیا امریکہ یہ چاہتا ہے کہ سعودی عربیہ افغان مجاہدین ، کشمیری مجاہدین ، فلسطینی انتفاضہ اور دیگر مسلم تحریکوں کی مدد کرتا رہے ؟ یہ عذرِ لنگ کوئی بھی خرد مند قبول نہیں کرے گا ۔ اگر صدام کو امریکی سعودی رابطوں پر اعتراض ہے تو بتائیے اقتصادی تجارتی رابطے کیا جرم ہیں ۔ اگر جُرم یہی ہے تو پھر دنیا کا کوئی بھی ایسا ملک نہیں جو اِس ڈور میں نہ بندھا ہو ۔ عراق تو خود مجاہدینِ افغانستان

کے دشمن کا فردوس کا ممنون و مشکور ہے۔ تاہم عراق کی انہی کج فہمیوں نے سعودی عربلبیہ کو مجبور کیا کہ وہ عراق کی جارحیت سے بچنے کے لیئے امریکہ کو اپنی سرزمین پر لے آئے۔ ہر ملک کو اپنے تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ انسانی حقوق اور اسلامی تقاضوں کے عین مطابق ہے۔

جوں جوں پندرہ جنوری قریب آتی گئی مسلم اور غیر مسلم امن مشن کے لیئے تیز تر ہو گئے اور صرف دو دن قبل سیکرٹری جنرل مسٹر گوئیار نے آخری کوشش کر دیکھی لیکن ناکام واپس لوٹ گئے۔ اقوام عالم نے دیکھا، سُنا اور پرکھا کہ صدام ناقابلِ اصلاح انسان ہے۔ اور اپنی اپنی جگہ سبھی انتظار کرنے لگے کہ دیکھیئے اب کیا ہوتا ہے۔ ہونا کیا تھا، پندرہ گذری سولہ اور سترہ کی درمیانی شب تقریباً دو بجے سعودی کویت بارڈر پر موجود اتحادی فوجوں نے حملہ کا آغاز کر دیا عراق پر پہلے تین گھنٹوں کے فضائی حملوں میں اٹھارہ ہزار ٹن بارودی مادہ پھینکا جو ہیروشیما پر برسنے والے ایٹم بم کے برابر تھا۔ عراقی ایٹمی کیمیائی تنصیبات اور ہوائی اڈوں کو نشانہ بنایا گیا جس سے مالی اور جانی نقصانات کا اندازہ ممکن نہیں اب جوں جوں جنگ میں تیزی آتی جا رہی ہے نقصانات کا پیمانہ بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ صدام کی حماقت کے باعث عراقی عوام بھسم ہو رہے ہیں بلکہ امتِ مسلمہ اپنے وسائل سے محروم ہو رہی ہے۔ مارِ آستیں صدام مزید کیسی آفتیں ڈھلائے گا اس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ہم سب بلکہ امتِ مسلمہ کی یہی خواہش ہے کہ یہ جنگ جو آئندہ چند روز میں مزید بھیانک روپ دھارنے والی ہے فوراً بند کر دی جائے، صدام کی حماقتوں کی سزا عراقی اور دیگر مسلمانوں کو ہرگز نہیں ملنی چاہیئے، تاہم کویت سے عراق کا انخلاء اوّلین اور اہم نقطہ ہے۔ امتِ مسلمہ جو پہلے ہی زخم زخم داغ داغ ہے اُسے گرداب میں پھنسا کر صدام نے انتہائی کم عقلی کا ثبوت دیا ہے۔ اسلامی کونسل کا اجلاس طلب کر کے مسلم ممالک کو صدام کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ کویت سے اپنی فوجیں واپس بلا لے اور ساتھ ہی بیرونی اتحادی فوجیں بھی فوراً خلیجی ممالک سے رخصت ہو جائیں بصورتِ دیگر یہ جنگ امتِ مسلمہ کے لیئے اس قدر بھیانک اور نقصان دہ ہو گی جس کا تصوّر بھی موت سے کم نہیں۔ کون نہیں جانتا کہ یہاں مغربی ممالک کے مفادات داؤ پر لگے ہوئے ہیں یہاں کا تیل اور سرمایہ یورپ امریکہ کی شہ رگ ہے، اپنی موت پر دستخط کرنا مشکل بات ہے اس کا موزوں حل یہی ہے کہ خلیجی مسلم ممالک افہام و تفہیم اور اسلامی روایات کے مطابق اپنے مسائل حل کریں اور غیر مسلم اقوام کو اپنے قریب بھی نہ پھٹکنے دیں۔ رہے لین دین کے تجارتی معاملات تو وہ دنیاوی قاعدوں کے مطابق جاری رہنے چاہیئں۔ امریکہ مسلمانوں کا دوست نہ تھا نہ ہوگا۔ اس سے چھٹکارا پانے کا واحد راستہ امتِ مسلمہ کا اتحاد ہے۔ عراقی طاقت بھی مسلمانوں کا اثاثہ ہے۔ سعودی کویت خزانے بھی مسلمانوں کی طاقت ہیں اگر یہ باہم ٹکرا جائیں تو فائدہ صرف اسرائیل اور اس کے آقا کو ہی پہنچے گا۔ اِس لیئے ضروری ہے کہ عراق اُمتِ مسلمہ کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لیئے کویت کو غیر مشروط طور پر خالی کر دے، سعودی عربلبیہ سے دوستانہ مراسم قائم کرے اور اگلے قدم میں تمام غیر ملکی افواج کو خلیج سے چلے جانے کا حکم دیا جائے۔

شبِ معراج اور بدعات

الشیخ عبدالعزیز بن باز

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ

اما بعد: یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ اسراء اور معراج اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نشانیوں میں سے ہے جو اللہ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور اللہ کے ہاں آپ کے بلند مرتبہ پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ کی قدرت اور اس کے اپنی تمام مخلوقات سے بلند ہونے کے واضح دلائل ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ؕ (بنی اسرائیل - ۱)

"وہ ذات پاک ہے جس نے اپنے بندے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے کچھ حصہ میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک (زمین کی) سیر کرائی۔ ہم نے مسجدِ اقصیٰ کے آس پاس کو بابرکت بنا دیا تاکہ ہم اس (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی نشانیاں دکھلائیں (کفار آپ کے اس معجزہ کا انکار کرتے ہیں) اللہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے"

کئی متواتر احادیث میں مذکور ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ آسمانوں کے دروازے آپ کی خاطر کھول دیئے گئے۔ حتیٰ کہ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں پر خالقِ کائنات سے ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا اور پانچ نمازوں کی فرضیت کا حکم ہوا۔ پہلے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم ملا۔ لیکن امت کے لئے یہ بارِ گراں محسوس کر کے متعدد مرتبہ بارگاہِ ایزدی میں نمازوں میں تخفیف کا سوال کیا حتیٰ کہ پانچ نمازیں فرض رہ گئیں لیکن ان کا ثواب پچاس ہی کا رہا کیونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ اللہ کی نعمتوں پر اس کا لاکھ لاکھ شکریہ۔

معراج کی رات متعین نہیں

اسراء اور معراج کی رات کے متعلق حدیثوں میں کوئی تعیین نہیں آئی۔ جو کچھ اس کی تعیین کے متعلق مذکور ہے وہ سب من گھڑت ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق کچھ ثابت نہیں۔ اگر بالفرض اس کی تعیین ثابت ہو جاتی تو بھی اس دن کو عبادت کے لئے خاص کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں۔ اس دن جلسہ اور اجتماع کرنا ہرگز جائز نہیں۔ کیونکہ اس دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے ایسا اجتماع اور جلسہ نہیں کیا اور نہ اس دن کو عبادت کے لئے مخصوص کیا۔ اگر اس روز اجتماع کرنا اور جلسے کرانا ثواب کا کام ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے قولی یا فعلی طور پر اس کی ضرور وضاحت فرماتے۔ اگر اس کے متعلق کچھ وقوع میں آتا تو لوگ اسے پہچانتے اور ان میں مشہور ہوتا اور صحابہ کرامؓ اسے ہماری طرف منتقل کرتے اور بیان کرتے۔ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وہ بات نقل کی جس کی امت کو ضرورت تھی۔ انھوں نے دین کے معاملہ میں سستی اور غفلت کا کبھی مظاہرہ نہیں کیا بلکہ نیکی کے معاملہ میں سب سے پیش پیش تھے۔ اگر اس رات اجتماع کرنا اور جلسہ منعقد کرانا کارِ ثواب ہوتا تو وہ سب سے پہلے یہ کام کرتے مزید برآں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے سب سے زیادہ ناصح تھے۔ آپ نے رسالت کا پیغام نہایت تندہی سے لوگوں تک پہنچایا اور اس امانت کا حق ادا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اگر اس رات کی تعظیم کرنا اور اس میں اجتماع کرنا، جلسہ منعقد کرانا دینِ اسلام کا کوئی کام ہوتا تو آپ اس میں سستی ہرگز نہ کرتے اور نہ اسے اپنی امت سے مخفی رکھتے۔ جب ایسی کوئی بات نہیں تو معلوم ہوا کہ اس رات کو اجتماع کرنا اور اس کی تعظیم کرنا کوئی اسلامی امر نہیں۔

دین مکمل ہو چکا ہے

اللہ نے امتِ محمدیہ کے لئے دین کی تکمیل کر دی اور اپنی نعمت ان پر پوری کر دی اور دینِ اسلام میں نئی اختراع اور ایجاد کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدہ - ۳)

"آج میں نے تمہارا دینِ اسلام تمہارے لئے پورا کر دیا اور اپنی نعمت (قرآنِ کریم) کو مکمل کر دیا اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو بطور دین پسند کیا۔"

سورۂ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَمْ لَھُمْ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوْا لَھُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْ بِہِ اللّٰہُ وَلَوْلَا کَلِمَۃُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَھُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ؕ (الشوریٰ ، ۲۱)

"کیا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا رکھے ہیں جو ان کو دین کا ایسا راستہ دکھلاتے ہیں اور بتلاتے ہیں جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا اگر ان کے متعلق یہ بات نہ ہو چکی ہوتی کہ ان کا فیصلہ قیامت کو ہو گا تو ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ ان ظالموں کے لئے (جنہوں نے اللہ کے شریک بنائے ہوتے ہیں) دردناک عذاب ہو گا۔"

بدعت گمراہی کا موجب ہے کئی صحیح حدیثوں میں مذکور ہے کہ آپ نے اپنی امت کو بدعات سے بہت ڈرایا اور بتلایا کہ بدعات گمراہی کا موجب ہیں۔ بدیں وجہ بدعات کے ارتکاب سے آپ نے سختی سے منع فرمایا۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ۔

(متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۷)

"جو شخص ہمارے دین میں کوئی نیا کام جاری کرتا ہے تو وہ دینِ اسلام سے خارج ہے۔"

ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے:

مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔

(جامع الاصول ج ۱۔ ص ۱۹۷)

"جو شخص ایسا کام کرتا ہے جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ دینِ اسلام سے خارج ہے۔"

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن ہر خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے:

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ۔ ج ۱۔ ص ۲۷)

"اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد سب سے اچھی کلام اللہ کی کتاب ہے اور تمام طریقوں سے بہترین طریقہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور سب سے بدترین امور دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں اور دین میں ہر نیا کام گمراہی کا باعث ہے۔"

سنن میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً وَجِلَتْ مِنْهُ الْقُلُوْبُ وَذَرَفَتْ مِنْهُ الْعُيُوْنُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَاَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِيْ۔ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ (مشکوٰۃ ص ۳۰ بحوالہ احمد ابو داؤد)

"ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا وعظ فرمایا جس سے دلوں پر لرزہ طاری ہوگیا۔ آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ ایسا وعظ معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی وداع کرنے والا وعظ کرتا ہے۔ آپ ہمیں کوئی اچھی سی وصیت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو۔ اپنے امیر کی بات غور سے سنو اور اس کی اطاعت کرو، خواہ تمہارا امیر حبشی غلام ہو پھر بھی اس کی اطاعت سے انحراف نہ کرو۔ جو تم میں زندہ رہا تو وہ دین کے معاملہ میں بہت اختلاف دیکھے گا۔ ایسے موقع پر کسی کی بات نہ سننا بلکہ میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے پکڑے رہنا۔ دین میں نئے ایجاد کردہ امور سے پرہیز کرنا۔ کیونکہ دین میں ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے۔ اور ہر بدعت گمراہی کا باعث ہے۔"

بدعت شریعت میں اضافہ ہے اس مفہوم کی متعدد احادیث مذکور ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور سلف صالحین نے بھی بدعات سے لوگوں کو ڈرایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دین اور شریعت محمدی میں اپنی طرف سے اضافہ ہے۔ اس کی اللہ نے ہرگز اجازت نہیں دی۔ مزید براں اس میں اللہ کے دشمن یہود و نصاریٰ کی مشابہت ہے کیونکہ انھوں نے اپنے دین میں کئی امور کا اپنی طرف سے اضافہ کرلیا اور کئی نئے امور ایجاد کرلئے جن کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ دینِ اسلام نامکمل ہے اور اس پر عدمِ کمال کا الزام ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ اس میں بڑی خرابی ہے اور یہ بہت بُرا کام ہے۔ یہ اللہ کے اس فرمان کے مخالف ہے کہ "آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے پورا کردیا ہے۔" اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کی سراسر خلاف ورزی ہے جو بدعات سے ڈراتی اور نفرت دلاتی ہیں۔

خاتمہ میں امید کرتا ہوں کہ جو دلائل میں نے ذکر کئے ہیں وہ طالب حق کے لئے کافی ہوں گے اور معراج کی رات میں اجتماع اور جلسہ کے انعقاد کی بدعت کو رد کرنے کے لئے کافی ہوں گے۔ ان دلائل سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ دین اسلام میں شب معراج کے متعلق کچھ ذکر نہیں۔ چونکہ اللہ نے مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے کا حکم دیا ہے اور جو کچھ اس نے مشروع قرار دیا ہے اس کا بیان کرنا واجب ہے اور کتمانِ علم کی ممانعت ہے۔ بدیں وجہ میں نے محسوس کیا کہ اپنے مسلمان بھائیوں کو اس بدعت سے آگاہ کردوں جو اکثر شہروں اور ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے، اور کچھ لوگ اسے دین کا حکم سمجھتے ہیں۔

اللہ کی بارگاہ میں التجا ہے کہ تمام مسلمانوں کے حالات درست فرمائے اور اُن کو دینِ اسلام کو سمجھنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ ہم کو اور اُن کو حق پر پختہ اور ثابت قدم رہنے کی توفیق بخشے اور جو امور حق کے خلاف ہوں انھیں ترک کرنے کی توفیق بخشے۔ وہ ہمارا مالک ہے اور ہر کام پر قادر ہے۔

وصلی اللہ علیہ وسلم وبارك علی عبدہ ورسولہ

شیخ جمیل الرحمٰن عکسِ صوبہ کنڑ

گذشتہ ماہ جناب سید محمد تنظیم واسطی صاحب نے صوبہ کنڑ کے صدر مقام اسد آباد میں جناب شیخ جمیل الرحمٰن صاحب امیر جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنۃ سے مختصر انٹرویو کیا جسے فیض سواتی صاحب نے ریکارڈ کیا۔ (ادارہ)

تنظیم واسطی:

جناب امیرِ محترم آپ سے ملاقات میرے لیے باعثِ مسرت و افتخار ہے، افغانستان میں اس قدر وسیع علاقہ کو آزاد دیکھ کر انتہائی طمانیت نصیب ہوئی مجھے معلوم ہؤا ہے کہ اس کی آزادی آپ کی کاوشوں کی مرہونِ منت ہے۔ کیا آپ بیتے واقعات سے مجھے آگاہ فرمائیں گے؟

جناب شیخ صاحب:

آپ نے اپنے قیمتی وقت سے مجھے، یہاں کے عوام کو جس خلوص سے نوازا ہے ہم یقیناً مشکور ہیں اور آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے مجاہدین کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے یقیناً مجاہدین کی کامیابی امتِ مسلمہ کی کامیابی ہے۔ غالباً آپ کو معلوم ہوگا کہ کبھی افغانستان میں اسلام کی حکمرانی ہؤا کرتی تھی لیکن اسلام دشمن طاقتیں اسلام سے اس قدر خائف تھیں کہ انہیں بیرونی ملکوں سے ان کے خوشگوار تعلقات ہرگز نہ بھاتے تھے۔ چنانچہ شاہ کے دور سے ہی انہوں نے ملحد ایجنٹوں کی وساطت سے اسلامی اقدار کو مسخ کرنے کی ناپاک کاوشیں تیز کر دیں۔ شاہی نظام نے زبانوں پہ تالے ڈال دیئے۔ لیکن اسلام کے شیدائیوں نے عملی جہاد کا آغاز کرتے ہوئے راہِ ہجرت اپنائی۔ یہ درست ہے کہ جہاد کا آغاز اسی صوبہ کنڑ سے ہؤا۔ ابتدائی جہاد تقریباً ایک برس پر محیط ہے جس میں مجاہدین نے یعنی افغان عوام نے خوشکن کامیابیاں حاصل کیں۔ ہم نے مالِ غنیمت میں آیا ہؤا اسلحہ پورے افغانستان میں پھیلا دیا اور یوں جہاد فی سبیل اللہ پورے افغانستان میں پھیلتا چلا گیا۔ اس صوبہ کے